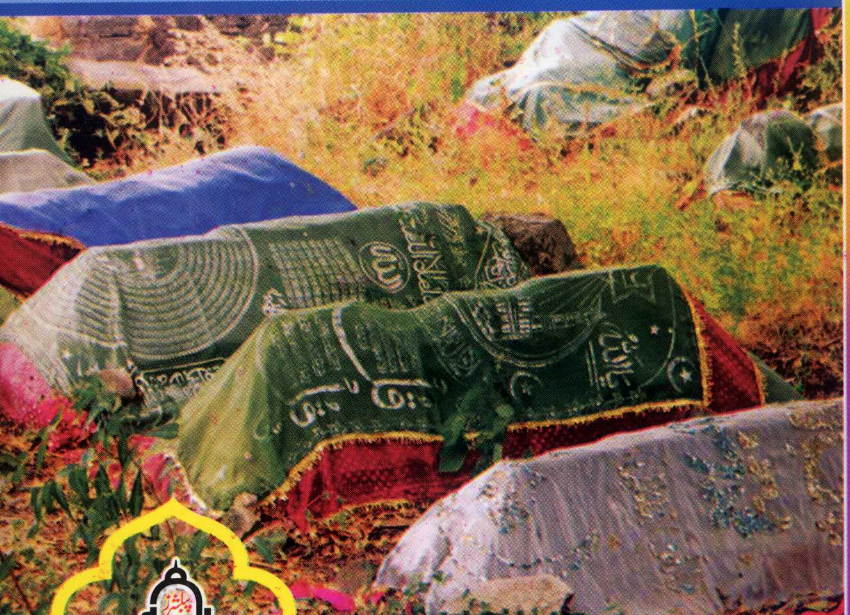
مرنے کے بعد مومن خاک ہو جاتا ہے؟

مولانا محمد شہزاد ترابی قادری



زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور

مرنے کے بعد مومن خاک ہو جاتا ہے؟

مولانا محمد شہزاد ترابی قادری

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
Ph.Shop:042-37248657/042-37249558 off:042-37112954
Mob:0300-9467047 - 0321-4771504 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

2014ء

بار اول..............................1100

ہدیہ..............................60

ناشر.............................. نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37248657

042-37249558

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5551519
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورانٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510

فہرست

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تخلیق فرمایا، ہر ہر شے اس کی پیدا کردہ ہے، جب ہم کائنات میں موجود اشیاء کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اس کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں۔ ہر جاندار کو وہ رزق عطا فرماتا ہے۔ ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے۔

موت و حیات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ماں کے پیٹ میں بھی انسان کو زندہ رکھتا ہے اور پالتا ہے۔ انسان کے دنیا میں آنے کے بعد بھی وہ اس کو حیات اور رزق عطا فرماتا ہے، یہ سب اسکی نوازشیں ہیں پھر جب انسان اس دنیا سے جاتا ہے تو قبر میں بھی اللہ کے حکم سے اس کی روح کا تعلق کسی نہ کسی طرح جسم سے رہتا ہے۔

عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ انسان مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے حالانکہ یہ عقیدہ غیر مسلموں کا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان ختم ہو جاتا ہے جبکہ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ موت فنائے روح نہیں، بلکہ وہ جسم سے روح کا جدا ہونا ہے۔ روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ انسان کبھی خاک نہیں ہوتا۔ بدن خاک ہو جاتا ہے اور وہ بھی کل نہیں، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں، وہ نہ جلتے ہیں، نہ گلتے ہیں، ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ انہیں پر روز قیامت ترکیب جسم ہوگی۔ عذاب و ثواب روح و جسم دونوں کے لئے ہے جو فقط روح کے لئے مانتے ہیں، گمراہ ہیں۔

جہاں تک انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی شان و عظمت کا تعلق ہے تو یہ ہستیاں اپنی قبور میں بھی جسم و جسمانیت کے ساتھ زندہ ہیں، انہیں رزق دیا

جاتا ہے اور تصرفات یعنی جب چاہیں، جہاں چاہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے تشریف لے جاسکتے ہیں۔ ان ہستیوں کے وصال کے وقت ان کی روح ان کے بدن سے نکالی جاتی ہے تا کہ "کل نفس ذائقة الموت" والے ارشاد خداوندی کی تکمیل ہو جائے پھر ان کی روح ان کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پرنور بھی روحانی ہے
یہ ہیں حق ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

روح کے معنیٰ:

روح کا لفظ لغت، محاورے نیز قرآن مجید میں متعدد معانی کے استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ جبرائیل علیہ السلام کے لئے بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی کئی آیات میں آیا ہے اور خود قرآن مجید اور وحی کو بھی روح کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، لیکن مشہور و معروف معنی وہی ہیں جو اس لفظ کے سمجھے جاتے ہیں، یعنی جان جس سے حیات اور زندگی قائم ہے۔

موت کے بعد روح کا ادراک بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے

موت صرف حالت بدلنے کا نام ہے۔ یعنی روح کا بدن پر جو تصرف تھا، وہ ختم

ہو گیا۔ اس کی بادشاہت اور حکمرانی جو جسم پر تھی اور جسم اس کی اطاعت سے باہر ہو گیا۔ اس طرح سمجھئے کہ بدن اور اس کے سارے اعضاء سب کے سب روح کے ملازم ہیں، یا آلات ہیں اور وہ جب تک بدن میں رہتی ہے، ان سے کام لیتی ہے مثلا ہاتھ سے پکڑتی ہے، کان سے سنتی ہے اور آنکھ سے دیکھتی ہے، لیکن اشیاء کی حقیقت خود معلوم کرتی ہے اور غم، خوشی، شوق، محبت الٰہی وغیرہ جذبات سے خود ہی متاثر ہوتی ہے، ان چیزوں کے لئے جسم میں اس کا کوئی آلہ نہیں۔

چنانچہ مرنے کے بعد یعنی جسم سے جدا ہو جانے کے بعد روح جسم کے ذریعہ سے جو باتیں حاصل کرتی تھی مثلا بھوک، پیاس، شہوت وغیرہ وہ تو ختم ہو جاتی ہیں لیکن ہر چیز کی کیفیات اور غم وخوشی کا احساس روح میں باقی رہتا ہے، بلکہ مرنے کے بعد چونکہ دنیاوی اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور روح مجرد ہو جاتی ہے، اس لئے اس کا ادراک اور احساس بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔

مرنے کے بعد انسان کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟

مرنے کے بعد انسان کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟ قرآن مجید میں مومنین کی ارواح کے لئے علیین اور کفار کی ارواح کے لئے سجین کا مقام بتایا ہے اور شہداء کی ارواح کے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی نہروں میں جہاں چاہیں، سیر کرتی پھرتی ہیں پھر آ کر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ احادیث میں ارواح کے متعلق دوسری اقسام کی اطلاعات بھی ملتی رہتی ہیں مثلا:

1: مروزی اور ابن مندہ نے جنائز میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کافروں کی ارواح برہوت حضرموت کے علاقے میں اور مومنین کی ارواح جابیہ برہوت کے علاقے میں جمع ہوتی ہیں۔

2: ابن ابی دنیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مومنین کی ارواح زم زم کے کنویں میں ہیں۔

3: حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مومنین کی ارواح اریحا اور مشرکین کی ارواح صنعاء میں رہتی ہیں۔

4: ابن ابی الدنیا نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح ایک فرشتے کو سپرد کر دی جاتی ہیں، جس کا نام امائیل ہے۔

5: ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مومنین کی ارواح آزاد ہیں، جہاں چاہتی ہیں، جاتی ہیں۔

6: بعض حضرات کا قول ہے کہ ارواح اپنی اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں۔

ارواح کے متعلق علمائے اسلام کے اقوال

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "**بشری الکئیب بلقاء الحبیب**" میں بیان فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابوالسعادات عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ''اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو مرنے والوں کی روحیں بعض اوقات ''علیین'' یا ''سجین'' سے قبروں میں ان کے جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں، خصوصاً جمعۃ المبارک کی رات اور وہ مل بیٹھ کر گفتگو

بھی کرتی ہیں اور نیک روحوں کو انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے جبکہ بدکار روحوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں "علیین یا سجین" میں انعام واکرام یا عذاب دینے کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں بلکہ روح کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ قبر میں اس کا تعلق جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، تذکرۃ الموتی فی قبورہم، ص 357، روض الریاحین، الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المئۃ ص183)

موت کے بعد بھی روحیں قبروں میں اپنے جسموں کے ساتھ متصل رہتی ہے، اس پر وہ کلام دلالت کرتا ہے جو امام نسفی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "بحر الکلام" کے باب "عذاب القبر" میں نقل فرمایا۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ قبر میں گوشت کو کیسے تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس میں تو روح ہی نہیں ہوتی؟ تو ہم کہیں گے کہ سید عالم ﷺ سے یہ بات پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے دانتوں میں کیسے تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس میں بھی روح نہیں ہوتی؟ پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے واضح طور پر بتادیا کہ "جس طرح دانت میں روح نہ ہونے کے باوجود صرف گوشت کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ (بحر الکلام، قولہ فی عذاب القبر)

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ موت کے بعد قبروں میں روحوں کا اپنے جسموں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کے جسم بوسیدہ اور مٹی ہو گئے ہوں، اسی وجہ سے شریعت نے ان کی قبروں کے احترام کا حکم دیا۔ پھر مومنوں کے لئے ان کی قبروں کا احترام کرنا، تعظیم کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے؟ حالانکہ تمام مومنین جانتے ہیں کہ مٹی ہونے کے باوجود کامل روحوں کا تعلق طیب و طاہر

جسموں کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے۔

القرآن: النار يعرضون عليها غدوا وعشيا و يوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب

ترجمہ: وہ صبح شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں ڈالیں گے (سورۂ مومن، پارہ 24 آیت 46)

اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹ میں ڈال کر انہیں روزانہ دوبار آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صبح وشام کو آگ کی طرف جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اے فرعون والو! یہ تمہارا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ (الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، تحت آیۃ مذکورہ جلد 5، ص 351/352، مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ ایران)

فرعون اور فرعونیوں کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے، ہر روز صبح وشام دو وقت آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، جہنم جھنکا کر ان سے کہا جاتا ہے، یہ تمہارا ٹھکانہ ہے، یہاں تک کہ قیامت آئے اور ایک انہیں پر کیا موقوف، ہر مومن وکافر کو یونہی صبح وشام جنت ونار دکھاتے اور یہی کلام سناتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جدید جلد 9، ص 874، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

حدیث شریف: صحیح بخاری، صحیح مسلم وموطائے امام مالک وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔ سید عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی مرتا ہے، اس پر اس کا ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر اہل جنت سے تھا تو اہل جنت کا مقام اور اہل نار سے تھا تو اہل نار کا مقام دکھایا جاتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ خدا تجھ کو روز

قیامت اس طرف بھیجے (موطا امام مالک، جامع الجنائز، جلد اول ص 221، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9 ص 874، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

مومن اپنی قبر سے گزرنے والے کے سلام کو سن کر اس کا جواب دیتا ہے

حدیث: ابن عبدالبر نے استذکار اور تمہید میں بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اپنے کسی ایسے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے، تو صاحب قبر اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی زیارۃ القبور، جلد اول ص 341، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 893، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

1: علامہ عبدالرؤف تیسیر میں قائل اور مولانا علی قاری مرقاۃ میں قاضی سے ناقل:

پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں ملاء اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا، سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے (التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی، جلد 2 ص 502، مطبوعہ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 800، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

2: جذب القلوب میں محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ علم اور سماعت جیسے ادراکات تمام مردوں کے

لئے ثابت ہیں (جذب القلوب باب چہاردہم در فضائل زیارت سید المرسلین، ج 2، ص 201، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 801، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

3: جامع البرکات میں فرمایا امام سمہودی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عام افراد بشر میں سے تمام مردوں کے لئے ادراک جیسے علم اور سننا دیکھنا ثابت ہے (جامع البرکات) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 801، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

4: شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ میت کی طرف سے صدقہ اس کے لئے نفع بخش ہوتا ہے۔ اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ خصوصاً پانی صدقہ کرنے کے بارے میں اور بعض علماء کا قول ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے...... اور بعض روایات میں آیا ہے کہ روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہیں اور انتظار کرتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں (اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد اول، ص 716-717، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 650، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

5: غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشوراء اور شب برأت کو اپنے گھر آ کر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو! اے میری اولاد! اے میرے

قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو (کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاحیاء، فصل احکام دعا وصدقہ، ص 66) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9 ص 650، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

6: تفسیر عزیزی میں ارواح انبیاء واولیاء وعام صلحاء کا ذکر کر کے کہ بعض علیین اور بعض آسمان وزمین اور بعض آسمان اور بعض چاہ زمزم میں ان روحوں کو قبر سے بھی ایک تعلق رہتا ہے جس کے سبب زائرین اور عزیزوں، دوستوں کی آمد کا انہیں علم ہوتا ہے اور ان سے انہیں انس حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مکان کی دوری ونزدیکی روح کے لئے اس ادراک سے مانع نہیں ہوتی۔ انسان کے وجود میں اس کی مثال روح بصر ہے جو ہفت آسمان کے ستارے کنویں کے اندر سے دیکھ سکتی ہے (تفسیر عزیزی، پارہ عمہ، تحت ان کتاب الابرار لفی علیین، مسلم بک ڈپو، کنواں دہلی ص 193، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 806، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

7: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں

جب برزخ کی طرف انتقال کرتے ہیں یہ وضعیں اور عادتیں اور علم سب ان کے ساتھ ہوتے ہیں، جدا نہیں ہوتے۔

جب یہ بندۂ کامل انتقال فرماتا ہے نہ وہ گمتا ہے نہ اس کا کمال، بلکہ بدستور اسی حال پر رہتے ہیں۔

جب کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام کے خیال میں گزرتا ہے کہ وہ عالم سے گم گیا، حالانکہ خدا کی قسم وہ گما نہیں بلکہ اور جوہر دار قوی ہوگا (فیوض الحرمین مع ترجمہ اردو ص 42-111، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی)

8: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔ جب

آدمی مرتا ہے روح میں بالکل تغیر نہیں ہوتا، جس طرح پہلے حامل قوی تھی، اب بھی ہے اور جو شعور و ادراک اسے پہلے تھا، اب بھی ہے بلکہ اب زیادہ صاف اور روشن ہے (تفسیر عزیزی، آیت ولاتقولوا لمن یقتل، جلد اول، ص 559، مطبوعہ افغانی دارالکتب لال کنواں دہلی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 803، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

9: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تحفہ اثناء عشری میں فرماتے ہیں کہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے قوائے نباتی اس سے جدا ہو جاتے ہیں مگر قوائے نفسانی و حیوانی باقی رہتے ہیں اور اگر قوائے نفسانی و حیوانی کے فیضان یا بقاء کے لئے قوائے بناتی اور مزاج کا وجود شرط ہو تو لازم آئے گا کہ ملائکہ میں شعور و ادراک، حس و حرکت، غضب و دفع ناموافق کچھ بھی نہ ہو تو عالم برزخ میں روحوں کا حال ایسا ہی ہے جیسے ملائکہ کا حال ہے کہ کسی شکل اور بدن کی وساطت سے کام کرتے ہیں اور نفس نباتی کے بغیر ان سے حیوانی و نفسانی افعال صادر ہوتے ہیں (تحفہ اثناء عشریہ، باب ہشتم در معاد، ص 239/240، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

احوالِ برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام جن و انس کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کو عالم برزخ کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسے کہ ماں کے پیٹ کو دنیا کے ساتھ۔

برزخ میں کسی کو تکلیف ملتی ہے، کسی کو آرام، کفار و مشرکین اور منافقین تو ہمیشہ عذاب قبر میں مبتلا رہیں گے۔ کبھی انہیں چھٹکارا نہیں ملے گا۔ مسلمان اگر عصیان و

نافرمانی کی بناء پر عذاب میں مبتلا بھی ہوگا تو کچھ دیر کے لئے، ایمان والے پر ہمیشگی کا عذاب نہیں ہوگا، بلکہ مومنین کی فاتحہ خوانی اور دعاء واستغفار سے مسلمانوں پر عذاب قبر کی تخفیف ہوتی ہے اوران کے گناہ معاف ہوتے اور مراتب کی بلندی ہوتی ہے۔

حدیث شریف: امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت، امت مرحومہ ہے، قبروں میں گناہ کی حالت میں داخل ہوتی ہے لیکن جس وقت قبر سے اٹھے گی مومنین کے استغفار اور دعاؤں کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہوکر نکلے گی۔

مرحومین کو ایصال ثواب بھیجنے پر خوشی اور نہ بھیجنے پر غم

حدیث شریف: امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ میں نے حضور کریم رؤف الرحیم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اس کے عزیز واقارب اس کے لئے صدقہ وایصال ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نورانی طشت میں رکھ کر اس مردے کے پاس لے جاتے ہیں اور قبر کے کنارے کھڑے ہوکر پکارتے ہیں کہ اے قبر کی گہرائی میں رہنے والے تمہارے گھر والوں نے یہ تحفہ تمہیں بھیجا ہے۔ اسے قبول کرلو۔ مردہ اسے حاصل کر کے خوش ہوگا اور دوسروں کو خوشخبری سنائے گا۔ اس کے پڑوسیوں میں جس کے لئے کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا ہوگا، وہ یہ سن کر رنجیدہ اور مغموم ہوگا۔

حیاتِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ان کے اجسام حتیٰ کہ ان کے کفن کو بھی قبر کی مٹی نہیں کھاتی۔وہ اپنے چاہنے والوں کو قبور میں رہ کر بھی جانتے اور پہچانتے ہیں۔سلام سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔ان کو بعد از وصال بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی حیات عطا کی ہے کہ وہ تصرفات بھی فرماتے ہیں۔ان کا دنیا سے رخصت ہونا ایسا ہے جیسے ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا ہے۔یہی اسلامی عقیدہ ہے جس کی تائید علمائے اسلام بھی اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں چنانچہ علمائے اسلام کی مستند کتابوں سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

سب سے پہلے احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث: سیدی محمد علی ترمذی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، حضورﷺ نے فرمایا "دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا اس دم گھٹنے اور اندھیری جگہ سے اس فضائے وسیع میں آنا"

(نوارد الاصول، الاصل الثالث والخمسون فی ان الکبائر لاتجامع، دار صادر بیروت ص 75، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 706، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

حدیث شریف: طبرانی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا، موذن محتسب اپنے خون میں آلودہ شہید کی طرح ہے جب وہ مرتا ہے، تو قبر کے اندر اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑتے (المصنف عبدالرزاق، باب فصل فی الاذان، مطبوعہ المکتب الاسلامی 483/1، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص

129، جامعہ نظامیہ لاہور)

حدیث شریف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جب حافظ قرآن مرتا ہے خدا زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جبکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔ (الفردوس بماثور الخطاب حدیث 1112، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 284/1، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 129، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

علمائے اسلام کے ارشادات

1: علامہ زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر جسم بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اولیاء، باعمل علماء، شہداء، طالب ثواب موذن، باعمل حافظ قرآن، سرحد کا پاسبان، طاعون میں صبر کے ساتھ اور اجر چاہتے ہوئے مرنے والا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ان کے بدن بگڑتے نہیں (شرح زرقانی علی المؤطا، باب جامع الجنائز، مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر 84/2، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 128، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

2: علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں اولیائے کرام کی حیات بعد ممات کے متعلق چند روایات مستند لکھی ہیں جو یہاں نقل کی جاتی ہے۔

امام عارف باللہ ابو القاسم قشیری علیہ الرحمہ اپنے رسالے میں بسند خود حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمہ سے راوی کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا۔ اے ابو سعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں۔ اگرچہ مرجائیں، وہ تو

یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں (شرح الصدور، باب زیارۃ القبور وعلم الموتی، خلافت اکیڈمی مینگورہ سوات، ص 86، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 433، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

3: حضرت امام ابو علی علیہ الرحمہ سے راوی ہیں۔ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا۔ جب کفن کھولا۔ ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا۔ اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ فرمایا۔ میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے، بے شک وہ وجاہت وعزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کرونگا۔ (شرح الصدور، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 433، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

4: عطاف کہتے ہیں میری خالہ مجھ سے بیان کرتی ہیں۔ میں ایک بار زیارت قبور شہداء کو گئی۔ میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور تھامے تھے۔ میں نے مزارات پر سلام کیا۔ جواب سنا اور آواز آئی "واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضا" خدا کی قسم تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔ میرے بدن پر بال کھڑے ہو گئے۔ میں سوار ہوئی اور واپس آئی۔

(المستدرک للحاکم، کتاب المغازی، دار الفکر بیروت 29/3، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 722، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

5: ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں انہیں عطاف مخزومی کی خالہ سے راوی: ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس نماز پڑھی۔ اس وقت جنگل میں کسی آدمی کا نام ونشان نہ تھا۔ بعد نماز مزار شریف پر سلام کیا۔ (مزار کے اندر سے)

جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا:

جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے، میں اسے پہچانتا ہوں، جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔

(دلائل النبوۃ، باب قول اللہ لاتحسبن الذین دارالکتب العلمیہ بیروت 308/3، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 723، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور، پنجاب)

6: قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں یعنی ان کی ارواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں، کہتے ہیں: حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ ان کی ارواح زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہیں آتی جاتی ہیں۔ اس لئے قبروں کی مٹی ان کے جسموں کو نہیں کھاتی ہے بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، مومنین سے مراد کاملین ہیں۔ حق تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید پڑھتے ہیں (تذکرۃ الموتی والقبور (اردو) ارواح ٹھہرنے کی جگہ ص 75، نوری کتب خانہ، نوری مسجد اسلام گنج لاہور، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 432، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

7: علامہ امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں (حیات وممات) میں اصلاً فرق نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، باب الجمعہ، فصل الثالث، 241/3، مطبع امدادیہ ملتان، فتاویٰ رضویہ جدید،

جلد 9، ص 433، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

ایک احمقانہ عقیدہ اور اُس کا رد

حضرت امام عبدالغنی علیہ الرحمہ نابلسی فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ شخص سراسر جاہل ہے جو بعض گمراہ فرقوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ''روحیں عارضی ہیں اور موت کے سبب وہ ایسے زائل ہوجاتی ہیں جیسے مردے سے حرکات وسکنات زائل ہوجاتی ہیں'' اور وہ گمراہ فرقے یہ سمجھتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ رحمہم اللہ انتقال کر جاتے ہیں تو وہ مٹی ہوجاتے ہیں اور زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر ان کی روحیں بھی ختم ہوجاتی ہیں لہٰذا ان کی قبروں کی کوئی تعظیم نہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ ان کی توہین وتحقیر کرتے ہیں اور ان کی زیارت، ان سے برکت حاصل کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں حضرت سیدنا ارسلان دمشقی علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار کی زیارت کے لئے جارہا تھا تو میں نے خود اپنے کانوں سے ایک شخص کو یہ کہتے سنا ''تم ان مٹی کے ڈھیروں پر کیوں جاتے ہو؟ یہ تو سراسر بے وقوفی ہے'' اس کی بات سنکر مجھے انتہائی تعجب ہوا۔ میں نے دل میں کہا ''کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کہہ سکتا'' (کشف النور عن اصحاب القبور، امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ، ص 103، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حیاتِ انبیاء علیہم السلام احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ تمہارے تمام دنوں میں جمعہ کا روز سب سے افضل ہے کہ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا گیا اور اسی میں ان کی روح قبض کی گئی اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اِسی میں سب بے ہوش ہوں گے۔ پس اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت بھلا ہمارا درود پڑھنا کس طرح پیش ہوگا جبکہ آپ ﷺ گل چکے ہوں گے؟ یعنی مٹی ہو چکے ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے (ابوداؤد، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1034، ص 399، مطبوعہ فرید بک لاہور پاکستان)

حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ

حدیث شریف: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ سید عالم نور مجسم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر انور گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔ (ترمذی، جلد دوم، ابواب المناقب، حدیث نمبر 1706، ص 731، مطبوعہ فرید بک لاہور)

فائدہ: سید عالم نور مجسم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوا ہوں حالانکہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں اپنی قبر انور میں جلوہ فرما ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عراق کے شہر کربلا میں واقع ہوئی۔ حضور ﷺ کا بعد از وصال مدینہ منورہ سے کربلا تشریف لے جانا اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار جل جلالہ کی عطا سے بعد از وصال بھی جسم وجسمانیت کے ساتھ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور جب چاہیں، جہاں چاہیں، اپنے پروردگار جل جلالہ کی عطا سے تشریف لے جاسکتے ہیں۔

اہلسنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے۔ اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح سلامت رہتے ہیں۔ وہ حضرات روزی ورزق دیئے جاتے ہیں۔

اس عقیدے کے متعلق علمائے اسلام کی تائیدات

1: علامہ سبکی علیہ الرحمہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں۔ شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے۔ زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی (شفاء السقام، الفصل الرابع من الباب التاسع، ص 206، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 432، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور، پنجاب)

2: عمدۃ الاعتقاد میں حضرت عبداللہ ابن احمد بن محمود نسفی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں۔ ہر مومن انتقال کے بعد بھی حقیقتاً مومن ہی ہوتا ہے جیسا کہ سونے کی حالت میں مومن تھا اور اسی طرح رسل و انبیاء کرام علیہم السلام اپنی وفات کے بعد حقیقتاً رسل و انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ روح نبوت اور ایمان کے ساتھ متصف ہوتی ہے اور وہ موت کے سبب تبدیل نہیں ہوتی (تفسیر روح البیان، پارہ 17، سورۂ انبیاء، تحت آیۃ 35، جلد 5، ص 478)

3: محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح فتوح الغیب ص 333 پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ اور باقی اور عمل در آمد فرمانے والے ہیں۔ اسی میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

4: امام ابن الحاج مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب الدنیہ جلد دوم ص 387 فصل ثانی زیارت قبر شریف میں فرماتے ہیں۔ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ سرکار کریم ﷺ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ پر بالکل عیاں ہیں، اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

5: علامہ شیخ حسن بن عمار بن علی شرنبلانی حنفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نورالایضاح و مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں اور محققین علماء کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو جملہ لذائذ و عبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے آپ ﷺ چھپے ہوئے ہیں جو مقامات عالیہ سے قاصر ہیں۔

6: علامہ قونوی علیہ الرحمہ سے جذب القلوب میں نقل ہے کہ انہوں نے بہت احادیث ذکر کر کے فرمایا ان تمام احادیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ مردوں

کو ادراک وسماع حاصل ہے اور بلاشبہ سماعت ایسا وصف ہے جس کے لئے زندگی شرط ہے تو سب زندہ ہیں، لیکن ان کی زندگی حیات شہداء سے کم درجہ کی ہے اور حیات انبیاء علیہم السلام حیات شہداء سے زیادہ کامل ہے (جذب القلوب باب چہاردہم، منشی نورلکشور لکھنؤ، ص 206، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 798، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

7: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہمعات میں لکھتے ہیں۔ اولیائے امّت واصحاب طریقت میں سب سے زیادہ قوی شخصیت جس کے بعد تمام راہ عشق موکد ترین طور پر اسی نسبت کی اصل کی طرف مائل اور کامل ترین طور پر اسی مقام پر قائم ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ہیں۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ اپنی قبروں میں رہ کر زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں (ہمعات، ہمعہ 11، اکادمی شاہ ولی اللہ، حیدرآباد، ص 61، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 806، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

8: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین ص 28 پر تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو اکثر امور میں بار بار اصلی صورت مقدسہ میں حالانکہ میری پوری خواہش یہ تھی کہ حضور ﷺ کو عالم روحانیت میں دیکھوں، نہ کہ جسمانیت میں، پس میں سمجھ گیا کہ یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے کہ روح کو صورت جسم میں فرمادیں اور وہی بات ہے جس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء مرتے نہیں (بلکہ زندہ رہتے ہیں) اور قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں۔

9: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب درثمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں

اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میں بیمار تھا۔ حضورﷺ نے خواب میں اپنی زیارت سے نوازا اور مجھ سے حال دریافت فرمایا کہ بیٹا کیسی طبیعت ہے۔ شفایابی کی بشارت دے کر دو موئے مبارک اپنی ریش پاک سے عطا فرمائے۔ میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔ سارا مرض دور ہو گیا اور دو عدد بال شریف جو حضورﷺ نے عنایت فرمائے تھے، بیداری کے بعد ان کے پاس موجود رہے۔ پھر حضرت والد صاحب نے ایک بال شریف مجھ کو عنایت فرمایا جو میرے پاس اب تک موجود ہے۔

10: امام ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوۃ کی مجلد یازدہم میں بسند صحیح بطریق معویہ عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

یعنی عہد معدلت عہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا۔ ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس حضورﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہﷺ! اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ حضورﷺ ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ پانی آیا چاہتا ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، فضائل عمر، ادارۃ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ کراچی، 32/12، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 696، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور، پنجاب)

11: امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

رسول پاکﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام حقیقتاً ایسے ہی زندہ ہیں جیسے رونق افروز دنیا کے زمانہ میں تھے۔ ان کی موت ایک آن کے لئے تصدیق وعدہ الہیہ

"کل نفس ذائقۃ الموت" (ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے) (پارہ 2 آیت 185 سورۂ بقرہ) کے واسطے ہوتی ہے۔ پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ بحیات حقیقی جسمانی و دنیاوی زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، مجالس خیر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ کھانا پینا سب کچھ دنیا کی طرح بے کسی آلائش کے جاری ہیں (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 612، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

مزارات پر حاضری شریعت کے آئینہ میں

قرآن مجید نے مزارات اولیاء کو بابرکت قرار دیا ہے لہٰذا وہاں کی حاضری بھی بابرکت ہے۔

القرآن: سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حوله لنریه من ایتنا، انه هو السمیع البصیر

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے (سورۂ بنی اسرائیل، آیت 1، پارہ 15)

اس آیت میں فرمایا کہ الذی برکنا حوله یعنی جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھیں، اس سے مراد مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات لئے ہیں کیونکہ مسجد اقصیٰ کے اردگرد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات ہیں۔ انہی مزارات کو برکت والی جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اب احادیث کی روشنی میں مزارات پر حاضری سے متعلق دلائل پیش کئے جائیں گے تاکہ اہلِ ایمان اسے پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ و مستحکم کریں۔

حدیث: حضور ﷺ نے شہدائے احد کی زیارت قبور کے لئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعیب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے۔ السلام علیکم، تم پر سلامتی ہے، اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہی حالت تمہاری قیام گاہ پھر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آتیں اور دعا کرتی تھیں (بحوالہ: رواہ البیہقی از شرح الصدور ص 87)

حدیث: حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں بطریق عطاف بن خالد مخزومی عبدالاعلیٰ بن عبداللہ سے وہ اپنے والد ماجد عبداللہ بن ابی فروہ سے راوی، حضور ﷺ زیارت شہدائے احد کو تشریف لے گئے اور عرض کی: الٰہی! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی زیارت کو آئے گا اور ان پر سلام کرے گا، یہ جواب دیں گے (المستدرک للحاکم، کتاب المغازی، دار الفکر بیروت، 29/3، فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 722، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

ان احادیث میں یہ تو صاف موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر سال احد میں تشریف لاتے اور شہداء کے مزارات کی زیارت کرتے اور اسی دن آتے جو جو دن ان کی شہادت کا ہوتا لہٰذا معلوم ہوا کہ مزارات پر سالانہ حاضری، سلام پیش کرنا اور دعائیں کرنا حضور کریم ﷺ کی سنت ہے۔

اکابر محدثین، مفسرین اور علمائے اسلام کا عمل

1: شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمہ ارشاد الساری میں نقل فرماتے ہیں کہ سن 464ھ میں سمرقند کے لوگ قحط کے سبب مشکلات سے دوچار ہوئے۔ ان میں سے ایک نیک شخص سمرقند کے قاضی کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا کہ آپ لوگوں سمیت امام بخاری علیہ الرحمہ کے مزار کی طرف رواں دواں ہیں۔ علامہ امام

احمد قسطلانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قاضی نے جب یہ خواب سنا تو کہا "نعم ما رأیت" یعنی تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ قاضی کے ساتھ وہاں کے لوگوں نے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی۔ اس بناء پر سات دن بارش ہوئی اور قحط سالی سے نجات حاصل ہوئی۔

2: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر آ کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کے لئے بہت اچھا نسخہ ہے (حاشیہ مشکوۃ شریف، فی باب زیارت القبور)

3: علامہ شہاب الدین احمد سجاعی اپنے رسالہ اثبات کرامات الاولیاء (یہ رسالہ شفاء السقام السبکی مطبوعہ مصر کے آخر میں منضم ہے) میں لکھتے ہیں:

صاحب حصن حصین نے کہا کہ شروط معروفہ کے ساتھ صالحین کی قبروں کے پاس دعا کے قبول ہونے کا میں نے تجربہ کیا ہے اور عارف ربانی سیدی محمد بن عبدالقادر فاسی علیہ الرحمہ نے کہا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر تریاق مجرب ہے۔

عارف ربانی احمد زروق علیہ الرحمہ نے کہا کہ ابو عبداللہ نے فرمایا کہ جب صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے تو تیرا کیا گمان ہے صالحین کے مزارات کی نسبت (جو ان کے اپنے رب سے ملنے کے مواطن ہیں) اور ان کے یوم وفات کی نسبت (جو ان کے اس دار فانی سے نکل کر اپنے رب کے آگے جانے کا دن ہے) پس اس دار فانی سے نکل کر اپنے رب کے آگے جانے کا دن ہے) پس اس دن ان کی زیارت کرنا ان کو مبارکباد کہنا ہے اور ان نفحات رحمت کو طلب کرنا ہے جو ان

پر نئے وارد ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں زیارت مستحب ہے بشرطیکہ ایسی بات سے خالی ہو، شرع میں مکروہ یا حرام ہے مثلاً عورتوں کا اجتماع اور وہ امور جو نئے پیدا ہوتے ہیں (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی، ص 190، مطبوعہ فرید بک لاہور)

4: علامہ دمیری علیہ الرحمہ حیات الحیوان (جزء ثانی ص 115) میں لکھتے ہیں:

حضرت معروف بن قیس کرخی علیہ الرحمہ اجابت دعا میں مشہور تھے اور اہل بغداد آپ علیہ الرحمہ کی قبرِ مبارک سے طلب باراں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کی قبر تریاق مجرب ہے۔ (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی، ص 190، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

5: دلیل...... الخیرات الحسان میں حضرت علامہ امام شہاب الدین بن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ علماء و اہل حاجت حضرات ہمیشہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر پاک کو وسیلہ بناتے اور ان کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں۔ ان علماء میں سے ایک تو خود حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں جس وقت آپ بغداد میں قیام فرماتھے تو فرماتے ہیں کہ:

میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو دو رکعت نماز پڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے مزار کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور مزار کے قریب کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں۔ فوراً میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ بعض متکلمین فرماتے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس ادا کی لیکن دعائے قنوت نہیں پڑھی (الخیرات الحسان ص 63، مطبوعہ مصر)

6: سیدی محمد عبدری مدخل میں دوبارۂ زیارت قبور انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ

والسلام فرماتے ہیں۔ زائرین کے آگے حاضر ہو اور اس پر متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے ان کی زیارت کا قصد کرے پھر جب حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے کہ ذلت وانکسار ومحتاجی وفقر وفاقہ وحاجت و بے چارگی وفروتنی کو شعار بنائے اور ان کی سرکار میں فریاد کرے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے اجابت ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے در کشادہ ہیں اور سنت الٰہی جاری ہے کہ ان کے ہاتھ پر ان کے سبب حاجت روائی ہوتی ہے (المدخل، فصل فی زیارۃ القبور، جلد اول، ص 252، مطبوعہ دارالکتاب العربیہ البیروت) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 797، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

7: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مشائخ کی پاک روحوں کی جانب متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھے یا ان کے مزارات کو جائے اور وہاں سے بھیک مانگے (ہمعات، ہمعہ 8، ص 34، مطبوعہ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ حیدرآباد) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 685، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

8: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''قول الجمیل'' میں لکھتے ہیں مشائخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبۂ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے، گیارہ بار سورۂ فاتحہ پڑھے پھر میت کے قریب ہو پھر کہے یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے، یہاں تک کہ کشائش ونور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، پانچویں فصل ص 72، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 686، جامعہ نظامیہ لاہور)

مزارات وقبور پر حاضری دے تو ایصال ثواب کرے

دارقطنی وطبرانی ودیلمی وسلفی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اکرم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں جو مقابر (قبروں) پر گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے بعد دتمام اموات کے ثواب پائے (فتح القدیر، باب الحج عن الغیر، جلد 3، ص 65، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9 ص 617، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت ہے

دلیل: سنت سے معہود صرف قبروں کی زیارت ہے اور وہاں کھڑے ہو کر دعا کرنا جیسے بقیع تشریف لے جانے کے وقت حضور کریم ﷺ کا عمل مبارک تھا (فتح القدیر، باب الشہید، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، جلد 2 ص 102) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 245، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

دلیل: زیارت قبور کے آداب میں سے یہ ہے کہ سلام کرے پھر کھڑے ہو کر دیر تک دعا کرے (المسلک المتقسط مع ارشاد الساری، فصل یستحب زیارۃ اہل المعلی، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص 334-333) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 245، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

ایصال ثواب تقسیم نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا اجر ملے گا

فعل نیک کا ثواب چند مرحومین کو بخشا جائے تو اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے، اگرچہ ایک آیت یا درود یا تہلیل کا ثواب حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین و مومنات احیاء و اموات کے لئے ہدیہ کرے، علمائے اہلسنت سے ایک جماعت نے اسی پر فتویٰ دیا۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وسعت فضل الٰہی کے لائق یہی ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔ حضرت ابن حجر مکی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا اگر اہل مقبرہ کے لئے فاتحہ پڑھا تو اب ان کے درمیان تقسیم ہوگا یا ہر ایک کو اس کا پورا ثواب ملے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے دوسری صورت پر فتویٰ دیا ہے (سب کو پورا پورا ثواب ملے) اور وہی فضل ربانی کی وسعت کے شایاں ہے (ردالمحتار، مطلب فی القرأۃ للمیت، جلد اول ص 605، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 617، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

ردالمحتار میں تاتارخانیہ سے، اس میں محیط سے منقول ہے کہ جو کوئی نفل صدقہ کرے تو بہتر یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرے۔ اس لئے کہ وہ سب کو پہنچے گا اور اس کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا (ایضاً)

تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں

عموماً ایک حدیث پاک نقل کی جاتی ہے کہ تین مسجدوں، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف کے سوا کسی اور جگہ کا سفر نہ کیا جائے؟

اس کا جواب علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی علیہ الرحمہ کتاب الشفاء کی شرح میں لکھتے ہیں:

اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ یعنی نذر عبادت کے لئے ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے سوا کسی اور مسجد میں نماز کی نذر مانے تو اسے لازم نہیں۔ پس بعض متبرک مکانوں کے لئے یا وہاں کے صالحین کی زیارت کے لئے یا طلب علم کے لئے سفر کرنا مکروہ نہیں بلکہ بعض وقت یہ واجب ہوتا ہے (نسیم الریاض، جزء ثالث، ص 580) (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ، ص 184، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

علامہ شامی علیہ الرحمہ (ردالمحتار، جزء اول ص 664) لکھتے ہیں:

اور مانعین کے منع کو حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ فرق ظاہر ہے کیونکہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور مسجدیں فضیلت میں یکساں ہیں۔ پس ان کی طرف سفر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ رہے اولیاء کرام، سو وہ قرب الٰہی اور زائرین کو فائدہ پہنچانے میں بہ حسب معارف و اسرار متفاوف ہیں۔ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ مزارات اولیاء کو اس لئے نہ چھوڑنا چاہئے کہ ان پر منکرات و مفاسد وقوع میں آتے ہیں مثلاً مردوں کا عورتوں سے اختلاط وغیرہ، کیونکہ اسی وجہ سے قربات کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ انسان پر لازم ہے کہ ایسی قربات بجا لائے اور بدعتوں کو برا جانے بلکہ اگر ہو سکے تو بدعتوں کو دور کرے (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی، ص 185، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

اعمال صالح کے لئے دن مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں

☆ سید عالم ﷺ نے شہدائے احد کی زیارت کے لئے سر سال کا وقت مقرر فرمالیا تھا (صحیح مسلم، باب فضل مسجد قباء، جلد اول، ص 448، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

☆ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا سنیچر کے دن مسجد قباء میں تشریف لانا (بخاری و مسلم)

☆ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا ہر پیر اپنی ولادت کا روزہ رکھنا (صحیح مسلم، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام، جلد اول، ص 368، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دینی مشاورت کے لئے وقت صبح و شام کا تعین (صحیح بخاری، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ جلد اول ص 552، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

☆ سفر جہاد شروع کرنے کے لئے پنج شنبہ (جمعرات) کا تعین (صحیح بخاری، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ، جلد اول ص 414، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

☆ طلب علم کے لئے دوشنبہ (پیر) کا تعین (الفردوس بمأ ثور الخطاب، جلد اول، ص 78، حدیث نمبر 237، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) (کنز العمال، جلد 10، ص 250، حدیث 29340، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر کے لئے پنج شنبہ (جمعرات) کا دن مقرر کیا (صحیح بخاری، باب من جعل لاہل العلم ایاما معلومۃ جلد اول ص 16، قدیمی کتب خانہ کراچی)

☆علماء نے سبق شروع کرنے کے لئے بدھ کا دن رکھا (تعلیم المتعلم، فصل فی بدایۃ السبق، ص 43، مطبوعہ مطبع علیمی دہلی)

سال میں کسی معین دن قبور پر جانے کی تین صورتیں

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں۔سال میں کسی معین دن قبور پر جانے کی تین صورتیں ہیں۔

1: کسی معین روز ایک شخص یا دو شخص بغیر کثیر لوگوں کے اجتماع کے زیارت اور استغفار کی غرض سے قبور پر جائیں تو یہ احادیث سے ثابت شدہ ہے، تفسیر در منثور میں منقول ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ ہر سال قبروں پر تشریف لے جاتے اور اہل قبور کے لئے دعا و استغفار فرماتے۔اتنی بات ثابت ہے اور مستحب ہے۔

2: اجتماعی طور پر کثیر لوگ جمع ہوں اور قرآن پاک کا ختم کریں اور شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کریں تو اگرچہ یہ قسم سرور کونین ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک میں موجود نہ تھی، اگر کوئی ایسا کرتا ہے (یعنی مزارات پر جمع ہوکر شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کرتا ہے) تو اس میں (از روئے شرع) کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ طریقہ برا نہیں ہے بلکہ زندوں اور مردوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

3: کسی معین روز لوگ روز عید کی طرح مسرور و شادماں بہترین لباس زیب تن کر کے جمع ہوں اور مزامیر کے ساتھ رقص کریں اور دیگر ممنوع بدعتوں کا ارتکاب کریں جیسے قبروں پر سجدے کرنا اور ان کا طواف کرنا تو یہ طریقہ حرام و ممنوع ہے۔

(فتاویٰ عزیزی، محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی، ص 40، مطبوعہ مجتبائی دہلی 1311ھ)

تعظیم مزارات سے روکنے والوں کی خبیث توجیہ اور اس کا رد

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بعض فریبی لوگ کہتے ہیں ''ہمیں تو صرف اس بات کا ڈر ہے کہ عوام الناس جب اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے عقیدت رکھیں گے، ان کی قبروں کی تعظیم کریں گے، ان سے برکت اور مدد چاہیں گے تو کہیں وہ یہ عقیدہ نہ بنالیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی موثر بالذات ہیں (یعنی عطائے الٰہی کے بغیر ذاتی طور پر اثر کرتے ہیں) اور جب ان کا یہ عقیدہ ہوگا تو کافر و مشرک ہو جائیں گے، اس لئے ہم انہیں تعظیم و توقیر سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے مزارات اور ان کے اوپر بنی ہوئی عمارات گرا دیتے ہیں۔ ان پر چڑھائی گئی چادروں کو اتار پھینکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ساتھ یہ بے ادبی ہم دل سے نہیں کرتے بلکہ صرف ظاہری طور پر کرتے ہیں تاکہ جاہل عوام کو پتا چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی اگر موثر بالذات ہوتے تو اپنے ساتھ ہونے والی اس بے ادبی کو ضرور روکتے جو ہم ان کے ساتھ کر رہے ہیں (کشف القبور عن اصحاب القبور، امام عبدالغنی نابلسی ص 118، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مزارات پر حاضری کا احسن طریقہ

سوال: حضرت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہوا اور متوسط آواز باآدب سلام عرض کرے...... السلام علیکم یا سیدی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو، اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 9، صفحہ 522، طبع رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محکمہ اوقاف، مشائخ عظام، علمائے کرام اور عوام اہلسنت سے اپیل

مزارات اولیاء اور خانقاہیں رشد و ہدایت کے مراکز اور روحانی فیض کے سرچشمے ہیں۔ کچھ جہال کی خرافات سے ان کی شرعی حیثیت اور حقیقی مقام کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ لگتا ہے ایک سوچی سمجھی سازش کے مطابق مسلک اہلسنت سے غیر متعلق

افراد کا ایک طبقہ ان روحانی مراکز پر غیر شرعی حرکات کی ترویج میں مصروف ہے اور دوسرا طبقہ اپنی ساکھ بچانے کے لئے انہیں بطور دلیل پیش کر کے اہلسنت و جماعت کے سچے معتقدات پر تنقید کرنے میں مصروف ہے۔اس سے قطع نظر ہمارے مذہب و مسلک کا بھی ہم سے تقاضا ہے کہ ہم ایسے امور کے خلاف جہاد کریں جن کی ہمارا مسلک اجازت نہیں دیتا چنانچہ اگر کوئی جاہل......

1: کسی مزار شریف پر حاضری کے وقت سجدہ یا طواف کی شکل بنائے

2: کسی مزار کے احاطہ یا کسی جگہ میں آگ جلا کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو

3: کسی مزار شریف پر عورتیں بے پردہ حاضری کے لئے جائیں یا بے پردہ عورتوں کا مردوں سے اختلاط ہو

4: کسی مزار شریف کے احاطہ یا قرب وجوار میں بھنگیوں، چرسیوں نے ڈیرے جمار کھے ہوں

5: کسی مزار شریف میں جرائم پیشہ لوگوں نے پناہ لے رکھی ہو

6: عرس شریف کے موقع پر ڈھول بجانے یا گانے بجانے کا دھندا کیا جاتا ہو یا عریانی فحاشی کا بازار گرم کیا جاتا ہو

7: کسی مزار شریف پر کوئی نام نہاد پیر یا کوئی عاقبت نااندیش واعظ اسلامی تعلیمات اور سنی عقائد کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے بدعقیدگی یا بد عملی پھیلانے کی کوشش کرتا ہو یا اس کے علاوہ کسی قسم کی کوئی غیر شرعی حرکات پائی جائیں تو!

ہم سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں آہنی ہاتھوں سے روکیں۔ ہمارا مذہب و مسلک اتنی معمولی شے نہیں کہ اسے ایسے جہال اور

خواہش پرستوں کی نفسانیت کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ اس لئے جو جو مزارات اوقاف کے زیر نگرانی میں ہیں، وہاں محکمہ اوقاف ایسی تمام خرابیوں کا قلع قمع کرے۔ سجادہ نشین حضرات اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے مزارات کا تقدس برقرار رکھنے کے لئے ان خرافات کے خلاف جہاد کریں اور جو پہلے ہی جہاد کررہے ہیں وہ یہ جہاد تیز کریں۔

علماء کرام منبر رسول ﷺ کی وراثت اور شریعت مطہرہ کی وکالت کی خاطر اپنی تقریر و تحریر میں مسلک اہلسنت کے ان بدخواہوں کا مزید شدت سے رد کریں۔ عوام اہلسنت کو بھی ایسی کار خیر میں شریک ہونا لازم ہے۔

اس سلسلہ میں حکمت و تدبیر کے ساتھ نرم اور شبنمی لہجے میں بات سمجھائی جائے اور بوقت ضرورت شدت اختیار کرتے ہوئے **وجادلهم بالتی هی احسن** (اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو) کے تقاضے پورے کئے جائیں۔

مخدوم امم سید ہجویری حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مقدس کے موقع پر حکومت پنجاب اور محکمہ اوقاف سے اپیل ہے کہ عرس شریف کے دوران مینار پاکستان کے زیر سایہ چلنے والی لکی ایرانی سرکس، دیگر میوزیکل پروگرامز، دربار شریف کے قرب و جوار میں بے پردہ عورتوں اور مردوں کے مخلوط پروگرامز نیز سڑکوں، چوراہوں اور دربار شریف کے قریب ڈھول اور گانے باجے پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔

ہم فی الحال یہ اپیل کررہے ہیں لیکن اگر ہماری اپیل پر کان نہ دھرا گیا تو اگلے مرحلے میں ان خرافات کو بزور باز و روکنا ہماری ایمانی مجبوری ہوگی۔

مزارات پر ہونیوالی خرافات سے علمائے اہلسنت کا لاتعلقی کا اعلان

ملک پاکستان کے نامور علمائے اہلسنت کی تائیدات

تصدیق کنندگان و تائید کنندگان

حضرت مفتی محمد منیب الرحمٰن صاحب
صدر تنظیم المدارس پاکستان

حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ لاہور (لوہاری گیٹ لاہور)

حضرت علامہ محمد مقصود احمد قادری صاحب
ریٹائرڈ خطیب داتا دربار

حضرت مولانا خادم حسین رضوی
صدر مجلس علما نظامیہ

حضرت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب
ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

حضرت مفتی محمد خان قادری صاحب
مہتمم جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

حضرت مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب
مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن

حضرت مولانا صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی
ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ

اہل قبور (اولیاء اللہ) سے مدد مانگنا اور فیض حاصل کرنا

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں۔ ان کو مومنوں کا مددگار اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے اور یہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔

القرآن: فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملٰئکۃ بعد ذلک ظھیر (سورۂ تحریم، آیت 4، پارہ 28)

ترجمہ: بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

القرآن: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا (سورۂ مائدہ، آیت 55، پارہ 6)

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

القرآن: یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو

(سورۂ بقرہ، آیت 153، پارہ 2)

قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

القرآن: واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیراً (سورۂ نساء، پارہ 5، آیت 75)

ترجمہ: اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام، فرشتے اور مومنین مددگار ہیں لہذا ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔

الحدیث...... امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ادب المفرد میں روایت کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا۔ کسی نے کہا ان کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے محبوب ہیں، اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا "یا محمداہ ﷺ" (اے محمد ﷺ ہماری مدد فرمائیں) پاؤں فوراً درست ہو گیا (بحوالہ: کتاب ادب المفرد، مصنف امام بخاری علیہ الرحمہ)

فائدہ...... علماء کرام فرماتے ہیں جہاں پر محمد ﷺ کے ساتھ الف اور ہ آ جائے تو اس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔

روایت...... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب کی ساٹھ ہزار افواج سے ہوا تو اس وقت مسلمان کم تعداد میں تھے لہذا مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ندا دی "یا محمداہ ﷺ، یا محمداہ ﷺ (اے محمد ﷺ ہماری مدد فرمائیں) یہ کہنا تھا کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا ہوئی۔

(بحوالہ: البدایہ والنہایہ ص 364، جلد 6، ابن اثیر تیسری جلد، طبری تیسری جلد ص 250)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی قرآن مجید کی تفسیر تفسیر عزیزی میں اس آیت "ایاک نعبدو وایاک نستعین ""ہم تیری

ہی عبادت کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں" کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر جان کر ان سے مدد مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

(بحوالہ: تفسیر عزیزی، جلد اول ص 52، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور)

لہٰذا تمام دلائل و براہین کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے بلکہ اکابر علمائے اسلام کا اس پر عمل ہے۔

اہل قبور سے استمداد

استمداد باہل قبور سے مراد یہ ہے کہ کوئی صاحب حاجت کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر خدا سے یوں دعا مانگے:

"یا خدا جل جلالہ! اپنے اس بندے کی برکت سے جس پر تیری رحمت اور فضل ہے اور اس لطف و کرم سے جو اس پر ہے تو میری فلاں حاجت پوری کردے" یا صاحب قبر کو یوں پکارے "اے خدا تعالیٰ کے پیارے بندے میری شفاعت کر اور خدا تعالیٰ سے سوال کر کہ وہ میری فلاں حاجت پوری کردے" ہر دو صورت میں معطی و قاضی الحاجات و متصرف حقیقی اللہ جل جلالہ ہے اور صاحب قبر درمیان میں صرف ایک وسیلہ ہے۔ اگر اس قسم کی امداد و استمداد کو شرک کہا جائے تو چاہئے کہ حالت حیات میں بھی صالحین سے توسل اور طلب دعا و مدد ممنوع ہو، حالانکہ وہ منع نہیں بلکہ مستحب و مستحسن ہے (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ، مطبوعہ فرید بک لاہور، ص 178)

علمائے اسلام کے نزدیک اہل قبور (اولیاء اللہ وصالحین) سے مدد مانگنا اور فیض حاصل کرنا

1: حضرت امام ابن الحاج ابن العمان کی سفینۃ النجاء سے ناقل:

قبور صالحین کے پاس دعا اور ان سے شفاعت چاہنا ہمارے علمائے محققین ائمہ دین کا معمول ہے (المدخل، فصل فی زیارۃ القبور ص 249، جلد اول مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9،ص 793، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

2: مدخل میں ہے حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین (ابوبکر وعمر) سے سید عالم ﷺ کی طرف توسل کرے اور انہیں اپنی حاجتوں میں شفیع بنا کر فخر عالم نور مجسم ﷺ کے آگے کرے (المدخل، فصل فی الکلام، علیٰ زیارت سید الاولین، جلد 9، ص 258، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9،ص 794، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

3: مولوی اسحٰق کی مائۃ مسائل میں ہے:

جو شخص عالم برزخ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک کے فیض کا اور جو انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ کے فیض کا اور عالم برزخ میں جو اولیائے اللہ کی ارواح کے فیض کا منکر ہو، اس کا حکم کیا ہے؟

جس فیض شرعی کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہو، اس کا منکر کافر ہے اور جس فیض کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہو، اس کا منکر گمراہ ہے اور جس فیض کا ثبوت خبر واحد سے ہو، اس کا منکر ترک قبول کی وجہ سے گنہ گار ہوگا۔ بشرطیکہ اس کا ثبوت

بطریق صحیح یا بطریق حسن ہو (مأتہ مسائل، سوال ششم تا ہشتم، ص 16/17، مطبوعہ مکتبہ توحید وسنت پشاور)

4: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"از اولیائے مدفونین انتفاع واستفادہ جاریست" مدفون اولیاء سے نفع پانا اور فائدہ پہنچنا جاری ہے (تفسیر عزیزی پارہ عمہ، استفادہ از اولیاء مدفونین، ص 143، مطبوعہ مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9 ص 688، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

5: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ یہ معنی جو ہم نے امداد طلبی میں بیان کیا۔ اگر شرک کا مؤجب اور غیر اللہ کی طرف توجہ قرار پائے، جیسا کہ منکر خیال رکھتا ہے، تو چاہئے کہ صالحین اور اولیاء اللہ سے زندگی میں بھی توسل اور دعا طلبی سے منع کیا جائے، حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں عام ہے (اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، فصل اول، جلد 3، ص 401، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 696، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

6: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اویسی لوگ اپنے کمالات باطنی کا مقصد ان سے حاصل کرتے ہیں اور اہل حاجات و مقاصد اپنی مشکلات کا حل ان سے مانگتے ہیں اور پاتے ہیں" (تفسیر فتح العزیز، پارہ عمہ، بیان صدقات و فاتحہ، ص 206، مطبوعہ مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 687، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

7: مرزا مظہر جانجاناں صاحب جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکاتیب میں

قیم طریقۂ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات ولویہ پر انہیں شاہ صاحب سے ان کی نسبت منقول ہندوعرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے، یہ مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ کی نسبت پہنچتی ہے اور فقیر کو اس جناب سے خاص نیاز حاصل ہے۔ جب کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو آنحضور کی جانب میری توجہ ہوتی ہے اور شفایابی کا سبب بنتی ہے (مکاتیب مرزا مظہر از کلمات طیبات، ملفوظات مرزا صاحب، ص 78، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 688، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

8: سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ اپنے مزار کی زیارت کرنے والوں کے حال پر بڑی عنایت فرماتے ہیں:

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مع کلمات طیبات، ملفوظات حضرت ایشاں مطبع مجتبائی دہلی، ص 83، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 810، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

9: قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچتا ہے (تذکرۃ الموتیٰ والقبور، اردو ترجمہ مصباح النور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں، نوری کتب خانہ، لاہور ص 76، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 810، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

10: سیدی جمال مکی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ میں ہے:

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا...... ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع و شئے مرغوب ہے جس کا انکار ہٹ دھرم یا دشمن انصاف کرے گا اور ایسا شخص برکت اولیاء کرام سے محروم ہے۔ شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیاء و اولیاء سے فریاد کرتے ہیں۔ اس کا شرح میں کیا حکم ہے؟ امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے۔ (فتاویٰ جمال بن عمر مکی فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 9، ص 792، جامعہ نظامیہ لاہور)

11: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے۔ اس سے بعد از وصال بھی مدد مانگی جائے۔

(اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ص 715/1) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 772، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

12: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ صالحین اپنے زائرین کے ادب کے مطابق ان کی بے پناہ مدد فرماتے ہیں

(اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر 720/1، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 772، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

13: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: نہ معلوم وہ استمداد و امداد سے کیا چاہتے ہیں کہ یہ فرقہ اس کا منکر ہے۔ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا خدا سے دعا کرتا ہے اور اس بندۂ مقرب کی روحانیت کو وسیلہ بناتا ہے یا اس بندۂ مقرب سے عرض کرتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس کے دوست! میری شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میرا مطلوب مجھے عطا کردے۔ اگر یہ معنیٰ شرک کا باعث ہو جیسا کہ منکر کا خیال باطل ہے تو چاہئے کہ اولیاء اللہ کو ان کی حیات دنیا میں بھی وسیلہ بنانا اور ان سے دعا کرانا ممنوع ہو، حالانکہ یہ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں معروف و مشہور ہے، ارواح کاملین سے استمداد اور استفادہ کے بارے میں مشائخ اہل کشف سے جو روایات و واقعات وارد ہیں، وہ حصر وشمار سے باہر ہیں اور ان حضرات کے رسائل و کتب میں مذکور اور ان کے درمیان مشہور ہیں۔ ہمیں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور شاید ہٹ دھرم منکر کے لئے ان کے کلمات سودمند بھی نہ ہوں۔ خدا ہمیں عافیت میں رکھے اس مقام میں کلام طویل ہوا، ان منکرین کی تردید و تذلیل کے پیش نظر جو ایک فرقے کے روپ میں آج کل نکل آئے ہیں اور اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت کا انکار کرتے ہیں اور ان حضرات کی بارگاہ میں توجہ کرنے والوں کو مشرک و بت پرست سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں جو کہتے ہیں (اشعۃ اللمعات باب حکم الاسراء فصل اول، جلد 3، ص 401، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 795، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

14: محقق شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح میں فرماتے ہیں: یہ معنی جو ہم نے امداد اور مدد طلبی میں بیان کیا۔ اگر شرک کا موجب اور غیر اللہ کی طرف توجہ

قرار پائے، جیسا کہ منکر خیال رکھتا ہے تو چاہئے کہ صالحین اور اولیاء اللہ سے زندگی میں بھی توسل اور دعا طلبی سے منع کیا جائے حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں عام ہے (اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، فصل اول، ص وجلد 401/3، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 696، مطبوعہ جامعیہ نظامیہ، لاہور)

15: کشف الغطاء میں صاحب کشف الغطاء فرماتے ہیں: استمداد سے انکار کی کوئی صحیح وجہ نظر نہیں آتی، مگر یہ کہ سرے سے روح و بدن کے تعلق کا ہی بالکل انکار کر دیں۔ اور یہ نص کے خلاف ہے۔ اس تقدیر پر تو قبروں کے پاس جانا اور زیارت کرنا سب لغو اور بے معنی ہو جاتا ہے اور یہ ایک دوسری بات ہے جس کے خلاف تمام آثار و احادیث دلیل ہیں اور استمداد کی صورت کیا ہے؟ یہی کہ حاجت مند اپنی حاجت خدائے رحمٰن سے بندۂ مقرب کی روحانیت کو وسیلہ کر کے طلب کرتا ہے یا اس بندے کو ندا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس کے دوست! میری شفاعت کیجئے اور میرے مطلوب کے لئے خدا سے دعا کیجئے۔ اس میں تو شرک کا کوئی شائبہ بھی نہیں جیسا کہ منکر کا وہم و خیال ہے (کشف الغطاء، فصل دہم زیارت قبور، مطبع احمدی دہلی، ص 80، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 696، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور پنجاب)

16: رسالۂ فیض عام مزارات اولیاء سے استعانت میں شاہ صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ زبان سے کہے! اے میرے حضور! فلاں کام کے لئے میں بارگاہ الٰہی میں التجا کر رہا ہوں۔ آپ بھی دعا و شفاعت سے میری امداد کیجئے لیکن استمداد مشہور حضرات سے کرنا چاہئے (فتاویٰ عزیزی، رسالہ فیض عام، مطبع مجتبائی دہلی 177/1، فتاویٰ

رضویہ، جلد 9 (جدید) ص 823، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

جس کو کوئی حاجت ہو، وہ میری قبر پر آئے

17: سیدی شمس الدین محمد حنفی علیہ الرحمہ (متوفی 847ھ) نے اپنے مرض موت میں فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو، وہ میری قبر پر آئے اور اپنی حاجت طلب کرے۔ میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔ کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان صرف ایک ہاتھ مٹی ہوگی جس شخص کو ایک ہاتھ مٹی اپنے اصحاب کی مدد سے مانع ہو، وہ مرد نہیں (طبقات الکبریٰ للشعرانی، جزء ثانی ص 86) (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی، ص 192، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

اولیاء کرام رحمہم اللہ سے مدد کے منکرین کو تنبیہ

حضرت امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے مدد طلب کرنے کو ناجائز کہتا ہے۔ جب خود اسے کوئی حاجت پیش آتی ہے اور اسے کسی ظالم، فاسق یا کافر کے پاس جانا پڑ جاتا ہے تو وہاں اس کے سامنے بڑی عاجزی و انکساری کرتا ہے اور اس کی چاپلوسی بھی کرتا ہے اور اسے اپنی حاجت پوری کرنے کو کہتا ہے، اس سے مدد مانگتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ "فلاں نے میری حاجت پوری کردی" یا "فلاں نے مجھے نفع دیا" بلکہ جب وہ بھوکا ہو تو بھوک مٹانے اور پیاسا ہو تو پیاس بجھانے اور بے لباس ہو تو ستر چھپانے میں مدد لیتا ہے، اسی طرح طبیعت کے مطابق کئی قسم کی مدد طلب کرتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ کھانا، پینا اور لباس وغیرہ تمام اشیاء بے جان ہے۔ تو اگر مدد طلب کرنے کی صراحت کرتے ہوئے یوں کہہ دے کہ "میں جو کھانا پینا وغیرہ اشیاء سے مدد حاصل کرتا ہوں، یہ سب حقیقتاً نہیں بلکہ

مجازاً ہے کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ حقیقی طور پر مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس میں کوئی خطا نہیں، کوئی گناہ نہیں، کوئی عار نہیں۔

اور ایسی ہی مدد کا منکر غافل شخص خود کہتا ہے ''فلاں دوا قبض ختم کرتی اور فلاں قبض لاتی ہے، فلاں معجون بہت مفید ہے تو اس طرح کہنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس وقت کوئی اعتراض نہیں ہوتا، کوئی گناہ یاد نہیں آتا۔ ہاں! اگر کوئی مسئلہ یا اعتراض یا گناہ ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام رحمہم اللہ سے مدد طلب کرنے میں ہے جو ہر دوا اور ہر معجون سے افضل ہے۔ ایسی باتیں وہی کرتا ہے جس کا نور بصیرت زائل ہو چکا ہو اور جو راہ راست دیکھنے سے اندھا ہو چکا ہو (کشف النور عن اصحاب القبور، امام عبدالغنی نابلسی، ص 125، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزارات کی تعمیر شریعت کے آئینہ میں

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزار تعمیر کروانا شرعی اعتبار سے جائز ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

القرآن: وکذلک اعثرنا علیھم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیھا، اذ یتنازعون بینھم امرھم فقالوا ابنوا علیھم بنیاناً، ربھم اعلم بھم، قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذنّ علیھم مسجداً ٥

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کردی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں۔ جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے۔ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے، قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے (سورۂ کہف، آیت 21، پارہ 15)

تفسیر...... مشائخ کرام اور علماء کرام کے مزارات کے اردگرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔ اس کا ثبوت مندرجہ بالا آیت سے ملتا ہے۔ قرآن مجید نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے کہا "قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا" وہ بولے اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔ تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے اس آیت میں "بنیاناً" کی تفسیر میں فرمایا۔

دلیل...... یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات کے جانے پر محفوظ ہو جاوے جیسے کہ سرکار اعظم ﷺ کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے مگر یہ بات نامنظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

"مسجداً" کی تفسیر میں تفسیر روح البیان میں ہے کہ "یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بمکانھم" یعنی لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں۔ قرآن مجید نے ان کی دو باتوں کا ذکر فرمایا۔ ایک تو اصحاب کہف کے گرد قبہ اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا، دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا اور کسی باب کا انکار نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ مزارات اور قبہ بنانا اور قریب میں مسجد بنانا اس وقت بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں۔ اگر غلط ہوتے تو قرآن مجید کبھی اس کا حکم نہیں دیتا۔ مزارات اولیاء شعائر اللہ ہیں اور اس سے برکتیں حاصل کرنا اور اس کی تعمیر قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دلیل...... کتب اصول سے ثابت ہے کہ "شرائع قبلنا یلزمنا" سرکار اعظم ﷺ کے جسم اطہر کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ جائز نہ تھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کو گرادیتے پھر تدفین فرماتے مگر یہ نہ کیا بلکہ قاطع شرک و بدعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھینچوادی پھر ولید بن عبدالملک کے زمانے میں صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے۔

دلیل...... "بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی وابی بکر وعمر" میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبدالملک کے زمانے میں

روضہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دیوار گر گئی تو "اخذو فی بنائہ" صحابہ کرام علیہم الرضوان اس دیوار کے بنانے میں مشغول ہو گئے۔

دلیل...... بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البکا علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔

یہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔

دلیل...... تفسیر روح البیان جلد تیسری پہلا پارہ "انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ" کے تحت لکھتے ہیں کہ علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس کا مقصد لوگوں کی نظروں میں عظمت پیدا کرنا ہو، تاکہ لوگ اس قبر کو حقیر نہ جانیں۔

بدمذہبوں کی دلیل

بدمذہب اس حدیث کو بنیاد بناتے ہیں:

الحدیث...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرکار اعظم ﷺ نے حکم دیا کہ تصویر مٹا دو اور اونچی قبروں کو برابر کر دو۔

بدمذہبوں کی دلیل کا جواب

1 ...... جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا، وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں تھیں بلکہ کفار کی قبریں تھیں۔ کیونکہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کے دفن میں سرکار اعظم ﷺ خود شرکت فرماتے تھے، نیز صحابہ کرام علیہم الرضون کوئی کام سرکار اعظم ﷺ کے مشورے کے بغیر نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر مسلمانوں کی

قبریں بنیں، وہ یا تو سرکار اعظم ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو برابر کرنا پڑا؟ ہاں البتہ غیر مسلموں، عیسائیوں کی قبریں اونچی ہوتی تھیں جس کو مٹانے کا حکم سرکار اعظم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا جس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

دلیل...... بخاری شریف جلد اول ص 61 میں ایک باب باندھا "بـاب هـل ينبش قبور مشركى الجاهلية" کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیڑ دی جاویں۔ اسی کی شرح میں امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم ص 26 میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اس کے متبعین کے سوا ساری قبریں ڈھائی جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبریں ڈھانے (مٹانے) میں ان کی توہین ہے۔

جامع الفتاویٰ میں ہے "جب میت مشائخ عظام، علماء وسادات کرام رحمہم اللہ کی ہو تو اس کے اوپر عمارت (یعنی مقبرہ وغیرہ) بنانا مکروہ نہیں" (ردالمحتار، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی حدیث جلد 3، ص 111، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب العادی والعشرون، الفصل الثانی، جلد اول، ص 159)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مدارج النبوت میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ سلف نے مشہور مشائخ وعلماء کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز و مباح رکھا ہے تاکہ زائرین کو آرام ملے اور اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ اسی طرح مفاتیح شرح مصابیح میں بھی ہے اور مشاہیر فقہاء میں سے اسمعیل زاہدی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے (مدارج النبوت، بحوالہ مطالب المومنین، وصل در نماز جنازہ جلد اول، ص 420، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9،

ص 418، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

علامہ طاہر فتنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور اس میں بیٹھ کر آرام پائیں (مجمع بحار الانوار، تحت لفظ ''شرف'' جلد 2، ص 187، مطبوعہ منشی نور لکشور لکھنؤ) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 418، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

کشف الغطاء میں ہے مطالب المومنین میں لکھا ہے کہ سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا مباح (جائز) رکھا ہے تاکہ لوگ زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام لیں، لیکن اگر زینت کے لئے بنائیں تو حرام ہے۔ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی قبروں پر اگلے زمانے میں قبے تعمیر کئے گئے ہیں، ظاہر یہ ہے کہ اس وقت جائز قرار دینے سے ہی یہ ہوا اور حضور اقدس ﷺ کے مرقد انور پر بھی ایک بلند قبہ ہے (کشف الغطاء، باب دفن میت، ص 55، مطبوعہ احمدی دہلی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 418، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

یعنی یہ اگرچہ نو پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنہ (اچھی بدعت) ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہوئیں اور اچھی بدعت ہیں، اور بہت احکام ہیں کہ زمانے یا مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں (جواہر الاخلاطی، کتاب الاحسان والکراہیۃ، قلمی نسخہ ص 168۔ بی) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 495، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

قبر کے لئے پکی اینٹوں کا استعمال کیسا؟

''مضمرات'' میں ہے کہ حضرت شیخ ابوبکر بن فضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ہمارے ہاں قبروں کے لئے پکی اینٹیں اور رفرف لکڑی استعمال کرنے میں کوئی حرج

نہیں (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاۃ، باب غسل المیت جلد اول الجزء 2، ص 98)

حضرت امام تمرتاشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ قبر کے لئے پکی اینٹوں کے استعمال میں اختلاف اس وقت ہے جبکہ میت کے اردگرد لگائی جائیں اور اگر قبر کے اوپر ہوں تو جائز ہے کیونکہ اس طرح قبر کی درندوں سے حفاظت ہوتی ہے جیسا کہ کفن کو چوری سے بچانے کے لئے قبر کو پکی اینٹوں کے ساتھ کوہان نما بنانے کا رواج ہے اور عوام وخواص میں اسے بہت اچھا سمجھا جاتا ہے (ردالمحتار کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، جلد 3، ص 167 تا 170)

تنویر الابصار میں ہے۔ قبر پر قبہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی صحیح ہے (تنویر الابصار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، جلد 3، ص 169)

الحمدللہ قرآن وحدیث اور فقہی عبارات بلکہ مستند کتب سے یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ کی قبور پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔ عقل بھی چاہتی ہے کہ یہ جائز ہونا چاہئے۔ عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے، نہ احترام، نہ زیادہ فاتحہ نہ کچھ اہتمام ہوتا ہے بلکہ لوگ پیروں تلے اس کو روندتے ہیں اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں، غلاف وغیرہ رکھا ہوا پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں اور مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں ہے کہ مسلمانوں کا زندگی اور موت کے بعد ایک سا ادب ہونا چاہئے۔

مزارات پر چادر چڑھانے کا حکم

مزارات پر چادریں چڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ عام لوگوں کی قبروں سے

نمایاں محسوس ہوں جس طرح بیت اللہ پر غلاف چڑھایا گیا تا کہ اسے عام مسجدوں میں شمار نہ کیا جائے۔قرآن مجید پر غلاف چڑھایا جاتا ہے تا کہ اسے عام کتابوں میں شمار نہ کیا جائے۔اسی طرح مزارات اولیاء پر چادریں چڑھا کر اس کو نمایاں کرنا ہے تا کہ لوگ عام قبر نہ سمجھیں۔

دلیل...... احادیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزارات مقدسہ پر غلاف (چادریں) موجود تھیں۔

الحدیث...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔حضور ﷺ کی قبر مبارک پر سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔

(بحوالہ مسلم شریف، جلد اول، کتاب الجنائز، رقم الحدیث 2136، ص 733، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حضرت امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں اگر چادریں چڑھانے اور عمامے اور کپڑے وغیرہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کی نظر میں ان کی عزت و عظمت میں زیادتی ہو، تا کہ لوگ صاحب مزار سے نفرت نہ کریں، اور غافل زائرین کے دلوں میں ان کا ادب و احترام پیدا ہو، کیونکہ ان کے دل مزارات میں موجود اولیاء کرام (کا مقام نہ جاننے کے سبب ان) کی بارگاہ میں حاضری دینے اور ان کا ادب و احترام کرنے سے خالی ہوتے ہیں جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی مقدس ارواح ان کے مزارات کے پاس جلوہ افروز ہوتی ہیں لہذا چادریں چڑھانا اور عمامے وغیرہ رکھنا بالکل جائز ہے اور اس سے منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کیلئے اسی کا بدلہ ہے جو اس نے

نیت کی۔ اگر چہ یہ ایسی بدعت ہے جس پر ہمارے اسلاف کا عمل نہ تھا لیکن یہ بات ویسے ہی جائز ہے جیسے فقہاء کرام رحمہم اللہ ''کتاب الحج'' میں فرماتے ہیں۔ حج کرنے والا طواف وداع کے بعد الٹے پاؤں چلتا ہوا مسجد حرام سے نکلے کیونکہ یہ بیت اللہ شریف کی تعظیم وتکریم ہے اور ''منہج السالک'' میں ہے۔ طواف وداع کے بعد لوگوں کا الٹے پاؤں واپس لوٹنا نہ تو سنت ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی واضح حدیث ہے۔ اس کے باوجود بزرگان دین ایسا کیا کرتے تھے (الفتاویٰ تنقیح الحامدیہ، وضع الستور جلد 2، ص 357)

نوٹ: مزار شریف پر صرف ایک چادر کافی ہے۔ زائد چادریں صدقہ کرنا بہتر ہے۔

قبروں پر پھول اور شجر ڈالنا

قبروں پر پھول اور شجر ڈالنا جائز ہے۔

الحدیث ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سرکار اعظم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، قبر والوں پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اسے بیچ سے پھاڑ کر آدھی آدھی شاخ دونوں قبروں پر ڈال دی اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی، (ان کی تسبیح کی برکت سے) قبر والوں پر عذاب میں کمی ہوتی رہے گی (بحوالہ: بخاری شریف جلد اول، باب عذاب القبر من الغیبۃ والبول، حدیث نمبر 1290، ص 558، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

1: فتاویٰ عالمگیری میں ہے قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے (فتاویٰ ہندیہ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور، 351/5، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور،

فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 136، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

2: فتاویٰ امام قاضی خان وامداد الفتاح شرح المصنف لمراقی الفلاح وردالمحتار علی الدر المختار میں ہے کہ قبرِ پھول جب تک تر رہے، تسبیح کرتا رہتا ہے جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 136، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

3: کنز العباد، فتاویٰ غرائب، فتاویٰ ہندیہ اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ اللمعات سمیت تمام کتابوں میں قبر پر پھول اور تر شاخ (مردہ وغیرہ) ڈالنے کو اچھا لکھا ہے۔ یہ چیزیں جب تک تر رہیں گی، اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گی، جس سے میت کو فائدہ اور راحت وسکون حاصل ہوگا۔

پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں بلکہ نیت حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں، اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔

4: فتاویٰ عالمگیری میں ہے "وضع الورد والریاحین علی القبور حسن" قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے (فتاویٰ ہندیہ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور، جلد 5، ص 351) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 105، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

5: فتاویٰ امام قاضی خاں وامداد الفتاح شرح المصنف لمراقی الفلاح وردالمحتار علی الدر مختار میں ہے "انه مادام رطبایسبح فیؤنس المیت و تنزل بذکرہ الرحمه" پھول جب تک تر رہے تسبیح کرتا رہتا ہے جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے (ردالمحتار، مطلب فی وضع الجدید ونحو

الآس علی القبور، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر، جلد اول، ص 606) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 105، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

6: یونہی تبرک کے لئے غلاف کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا سینے یا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے اور اسے رواج روافض بتانا محض جھوٹ ہے۔ اسد الغابہ وغیرہا میں ہے۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا یہ وصیت فرمائی کہ انہیں اس قمیص میں کفن دیا جائے جو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں عطا فرمائی تھی اور یہ ان کے جسم سے متصل رکھی جائے۔ ان کے پاس سید عالم نور مجسم ﷺ کے ناخن پاک کے کچھ تراشے بھی تھے۔ ان کے متعلق وصیت فرمائی کہ باریک کر کے ان کی آنکھوں اور دھن پر رکھ دیئے جائیں۔ فرمایا کہ یہ کام انجام دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، باب المیم والعین، مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ، جلد 4، ص 387) (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد 9، ص 106-105، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

قبر پرستی کے الزام سے متعلق بدمذہبوں کے دلائل

جواب...... بدمذہبوں کی طرف سے یہ سازش ہے کہ جو آیتیں بتوں کی مذمت میں اتاری گئی وہ اولیاء اللہ پر چسپا کرتے ہیں۔

بدمذہبوں کے دلائل

القرآن...... ترجمہ: اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے (سورۂ نحل، آیت 21/20)

القرآن...... بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں گے اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤ چلو اور مجھے مہلت نہ دو (سورۂ اعراف، آیت 195/194)

القرآن...... ترجمہ: بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، اگر وہ تمام جمع ہوجاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

بدمذہبوں کے دلائل کا جواب

ان تمام آیتوں کی تفسیر میں تفسیر جلالین ص 215، تفسیر جامع البیان ص 292، تفسیر بیضاوی جلد سوم ص 336، تفسیر نسفی جلد سوم ص 85، تفسیر صاوی جلد سوم ص 110، تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص 235، تفسیر کبیر جلد ششم ص 216، تفسیر خازن جلد پنجم ص 23، معالم التنزیل جلد سوم ص 23 اور تفسیر موضع القرآن ص 350 تمام مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ تمام آیتیں بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں کیونکہ بت عاجز ہیں، بے بس ہیں اور ان کو پوجنا اور خدا بنانا جہالت ہے۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور تفسیر ابن عباس سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بتوں کے متعلق رب العزت نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل اور تحقیر مقصود ہے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی۔

ہندو بت کے پاس کیوں جاتا ہے

ہندو بت یعنی پتھر کے صنم کو اپنا خدا مانتا ہے اور پتھر کے صنم کو اپنی ساری تقدیر کا

خالق اور مالک سمجھتے ہیں۔

مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک اور پیدا کرنے والا مانتے ہیں اور سرکار اعظم ﷺ کو رسول برحق مانتے ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام آسمانی کتب پر ایمان رکھتے ہیں، جب مزارات پر حاضری دینے جاتے ہیں تو سب سے پہلے فاتحہ پڑھ کر اس ولی اللہ کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں پھر اپنی شرعی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! اس نیک بندے کی برکت سے، اس کے وسیلے سے میری یہ حاجت پوری فرما۔

اس میں شرکیہ پہلو نہیں ہے۔ یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے۔

بدمذہبوں کی دو دلیلیں

1 ...... دلیل: القرآن: ترجمہ: اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وڈ اور سواع اور یغوث اور یعوق نسر کو (سورۂ نوح، آیت 23)

2 ...... دلیل: القرآن: ترجمہ: اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے (سورۂ نحل، آیت 21)

پہلی دلیل کا جواب

پہلی آیت کو دلیل بنا کر بدمذہب مسلمانوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ کفار نے بتوں کے نام رکھے ہوئے ہیں اور تم لوگوں نے ولی بنا رکھے ہیں اور ان کے الگ الگ نام رکھے ہوئے ہو؟

الزام لگانے والوں نے قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں سمجھا۔ ہندوؤں نے خود اپنے ہاتھوں سے بتوں کو تراشا اور اپنا معبودِ حقیقی جان کر اس کے نام رکھے۔

مگر اولیاء اللہ کو رتبہ، شان اور مقام ولایت رب کریم نے عطا فرمایا پھر اولیاء اللہ کے قلوب کو اپنی رحمت کی تجلیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی شان میں "لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" والی آیت نازل فرمائی اور ہر دور میں اپنے کامل بندوں کو بھیجا۔ کسی کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ بنایا، کسی کو غریب نواز رضی اللہ عنہ بنایا، کسی کو داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ بنایا۔ مطلب یہ کہ ہر ولی کو رتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی تو اس بدگمانی کا بھی قلع قمع ہوگیا کہ مسلمانوں نے اولیاء اللہ کے الگ الگ نام رکھ کر انہیں اولیاء بنایا ہے۔

دوسری دلیل کا جواب

یہ آیت بھی بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔ کوئی بھی عقلمند انسان اپنے محبوب کو اندھا، بہرہ اور مردہ نہیں کہے گا جب یہ کوئی انسان نہیں کرسکتا تو پھر انسانوں سے پیدا کرنے والا رحمٰن جل جلالہ اپنے محبوبین کو کیسے اندھا، بہرہ اور مردہ کہہ سکتا ہے لہٰذا ہٹ دھرمی چھوڑ کر تسلیم کرلینا چاہئے کہ یہ تمام آیتیں بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں۔

مزارات پر غلط حرکتیں

مزارات پر ناچ گانا، چرسی موالی کا جمع ہونا، مزارات کے طواف، ڈھول طبلے اور بے پردہ عورتوں کا آنا ان تمام خرافات کا مسلک اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان

سب کاموں کو برقرار رکھنا اوقاف والوں کی شرارت ہے کیونکہ اوقاف والوں کی بھاری اکثریت مزارات اولیاء کو نہیں مانتی، لہذا وہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے ان کاموں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ملک پاکستان میں جو مزارات علماء اہلسنت کی سرپرستی میں ہیں، وہاں ایسے خرافات نہیں ہوتے لہذا حکومت پاکستان ملک کے سارے مزارات علماء اہلسنت کی سرپرستی میں دے دے تو کسی مزار پر ایسی حرکات نظر نہیں آئیں گی۔ مزارات پر جمع ہونے والا کروڑوں روپیہ اوقاف والوں کی جیب میں جاتا ہے۔ ایک روپیہ بھی تعلیمات اولیاء پر خرچ نہیں ہوتا۔

اگر مزارات پر کوئی شخص غلط حرکت کرتا ہے تو وہ شخص غلط ہے، مسلک اہلسنت کو برا بھلا کہنا خیانت ہے۔ یاد رکھئے مسلمانوں میں چور، ڈاکو، لٹیرے، قاتل اور دھوکے باز لوگ ملیں گے مگر ہم مذہب اسلام کو غلط نہیں کہیں گے، کیونکہ یہ لوگ غلط ہیں، اسلام غلط کام نہیں سکھاتا۔

مزارات پر غلط حرکتوں کے متعلق امام اہلسنت کا فتویٰ

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "الزبدۃ الزکیہ فی التحریم السجود التحیہ" میں متعدد آیات قرآنی اور چالیس احادیث سے غیر خدا کو سجدۂ عبادت کفر اور سجدۂ تعظیمی حرام و گناہ لکھا ہے۔

(الزبدۃ الزکیہ ص 8)

اولیاء اللہ کا عرس منانا

عرس کا مفہوم:

عرس کے معنیٰ لغت میں شادی کے ہیں اور حاصل شادی کا یہ ہے کہ محب کا محبوب سے وصل ہو، پس چونکہ بزرگوں کا دنیا سے رخصت ہونا ان حضرات کے لئے وصلِ محبوب ہے، اس لئے ان کے یومِ وصال کو یوم العرس کہا جاتا ہے، نیز حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی مقبول بندے کا وصال ہوتا ہے اور فرشتے اس کی قبر میں آ کر سوالات کرتے ہیں تو سوالات وجوابات کے بعد کہتے ہیں "نم کنومة العروس" اب تو ایسے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔ وہ دن ان حضرات کے لئے یوم العرس ہوا، اسی کو ایک بزرگ کہتے ہیں۔

خوشا روزے دخترم روزگار ہے
کہ یارے برخورد از وصل یار ہے

اولیاء اللہ کی سالانہ یاد منانے کو عرس کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر ان کے مزارات پر محفل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے جو کہ صاحب عرس کو ایصال کیا جاتا ہے۔

القرآن...... وسلٰم علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا

ترجمہ: اور سلامتی ہے یحییٰ پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وصال کرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا (پارہ 16، آیت 15، سورۂ مریم)

القرآن: والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (سورۂ مریم، آیت 33، پارہ 16)

ترجمہ: اور مجھ پر سلامتی ہو میرے میلاد کے دن اور میرے وصال کے دن اور

جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں بوقت وصال کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم وصال کی سلامتی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء اللہ کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یوم وصال کی یادگار کا نام عرس ہے۔ لہذا عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہوگئی۔ اب احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔

الحدیث...... امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد حضرت مصنف ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ سرکار اعظم ﷺ ہر سال شہداء کے مزارات پر جاکر ان کو سلام کرتے اور سرکار اعظم ﷺ کی سنت ادا کرنے کے لئے چاروں خلفائے راشدین بھی ایسا کرتے (مقدمہ شامی جلد اول)

الحدیث...... سرکار اعظم ﷺ نے شہدائے احد کی زیارت قبور کے لئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعیب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے السلام علیکم (انی اخرہ) میں تم پر سلامتی ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہی حالت تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آتیں اور دعا کرتی تھیں (بحوالہ: رواہ البیہقی از شرح الصدور ص 87)

ان احادیث میں یہ تو صاف موجود ہے کہ سرکار اعظم ﷺ ہر سال احد میں تشریف لاتے اور شہداء کے مزارات کی زیارت کرتے اور اسی دن آتے جو دن ان کی شہادت کا ہوتا، معلوم ہوا کہ مزارات پر سالانہ حاضری، سلام پیش کرنا اور دعائیں کرنا سرکار اعظم ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ

میں فرمایا "بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں جناب الٰہی میں پہنچے اس میں خیر و برکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا" (کتاب: ماثبت من السنہ)

حضور علیہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا فلسفہ

القرآن: ویکون الرسول علیکم شھیدا

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (سورۂ بقرہ آیت 143، پارہ 2)

القرآن: یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا (پارہ 22)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر (سورۂ احزاب آیت 45، پارہ 22)

القرآن: وجئنا بک علی ھولاء شھیدا

ترجمہ: اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں (سورۂ نساء آیت 41، پارہ 5)

القرآن: النبی اولی بالمومنین من انفسھم

ترجمہ: نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں (سورۂ احزاب آیت 5 پارہ 21)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم نور مجسم ﷺ تمہارے ہر ہر عمل اور ہر ہر فعل کے گواہ ہوں گے (تفسیر ابن جریر، جلد 2، ص 6)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال فرمانا

بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ تمہارا اچھا عمل دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور تمہارا برا عمل دیکھ کر دعائے مغفرت کرتا ہوں (البحر الزخار، مسند البزار، جلد 5، ص 309-308 / البدایہ والنہایہ جلد 4، ص 257)

منکرین کا الزام ہے کہ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اور ان کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، حالانکہ یہ بہت سنگین بہتان ہے۔

اسی کو بنیاد بنا کر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ اہلسنت (بریلوی) حضرات اپنی محافلوں میں ایک خالی کرسی رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ محفل میں تشریف لا کر اس پر بیٹھیں گے، مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام میں اہلسنت (بریلوی) حضرات اس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اہلسنت (بریلوی) اقامت کے دوران ''اشہدان محمد رسول اللہ'' پر اس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اس وقت تشریف لاتے ہیں۔

اہلسنت کا عقیدۂ حاضر و ناظر

عقیدۂ اہلسنت کے مطابق حضور ﷺ کے لئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ حضور ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں ہوتی ہے۔ اسی طرح روح دو عالم ﷺ کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری

وساری ہے۔

جس کی بناء پر حضورﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضورﷺ کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضورﷺ بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے سرخرو محظوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضورﷺ کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکارﷺ کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا حضورﷺ کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضورﷺ اپنے روضہ مبارک میں حیات حسی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور پوری کائنات آپﷺ سامنے موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے کائنات کے ذرے ذرے پر آپﷺ کی نگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب چاہیں، جہاں چاہیں جس وقت چاہیں، جسم و جسمانیت کے ساتھ تشریف لے جاسکتے ہیں۔

ہم محفل میلاد کے موقع پر کرسی حضورﷺ کے لئے نہیں بلکہ علماء و مشائخ کے بیٹھنے کے لئے رکھتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کے وقت اس لئے کھڑے ہوتے ہیں تا کہ باادب بارگاہ رسالتﷺ میں سلام پیش کیا جائے اور ذکر رسولﷺ کی تعظیم اور ادب کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور ہم "اشھدان محمد رسول اللہ" پر نہیں بلکہ حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے ہیں۔ حضورﷺ کی آمد کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔

بعد از وصال تصرف فرمانا

حدیث شریف: حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں۔ میں حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر انور گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوا ہوں (ترمذی شریف، جلد دوم، ابواب المناقب، حدیث نمبر 1706، صفحہ نمبر 731، مطبوعہ فرید بک لاہور)

ف: حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔ اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ بعد از وصال ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے حیات کی ضرورت ہے لہذا حضور ﷺ بعد از وصال بھی حیات ہیں۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ وصال کے بعد بھی اپنے رب جل جلالہ کی عطا کی طاقت سے جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

حاضر و ناظر کے متعلق اکابر شارحین اور علمائے اسلام کا عقیدہ

شارح بخاری علامہ امام قسطلانی علیہ الرحمہ اور شارح موطا علامہ امام زرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی اور آپ کے پردہ فرمانے کے بعد اس میں کوئی فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور آپ کو ان احوال ونیات وعزائم وخواطر وخیالات کی بھی معرفت و پہچان ہے اور اللہ کے اطلاع فرمانے

سے یہ سب کچھ آپ پر ایسا ظاہر ہے جس میں کوئی خفیہ و پردہ نہیں (شرح مواہب لدنیہ جلد 8 ص 305)

شارح مشکوۃ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ علماء امت میں سے کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ بحقیقت حیات دائم و باقی اور اعمال اُمّت پر حاضر و ناظر ہیں اور متوجہان آنحضرت ﷺ کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں (حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ نمبر 155)

اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے میں امتیازی فرق

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مستقل اور بالذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت غیر مستقل اور عطائی نہیں، بندوں کی صفت مستقل اور بالذات نہیں بلکہ بندوں کی صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا رب کریم کی عطا سے ہے بالذات نہیں۔ جب آپ کی تمام صفات عطائی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات سے برابری کیسے جب ذاتی اور عطائی صفات میں برابری نہیں تو یقیناً شرک بھی لازم نہیں آئے گا۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ کو حقیقی معنی کے لحاظ سے حاضر و ناظر کہا ہی نہیں جا سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی میں سے کوئی اسم گرامی حاضر و ناظر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو مجازی معنی کے لحاظ سے حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حاضر کا حقیقی معنی یہ ہے کہ کوئی چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو، جب اللہ تعالیٰ حواس اور نگاہوں سے پاک ہے تو یقیناً اسے حقیقی معنی کے لحاظ سے حاضر نہیں کہا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

ہے:

"لاتدركه الابصار" آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

اسی طرح ناظر کا بھی اپنے حقیقی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ناظر مشتق ہے۔ نظر سے اور نظر کا حقیقی معنی یہ ہے:

النظر تقليب البصر والبصيرة لادراك الشئى وروئية

کسی چیز کو دیکھنے اور ادراک کرنے کے لئے آنکھ اور بصیرت کو پھیرنا

حقیقی معنی کے لحاظ سے ناظر اسے کہتے ہیں جو آنکھ سے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ جب اعضاء سے پاک ہے تو حقیقی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو ناظر کہنا ممکن ہی نہیں، اسی وجہ سے **لاينظر اليهم يوم القيمة** کی تفسیر علامہ آلوسی نے روح المعانی میں یوں کی

لايعطف عليهم ولايرحم

کہ اللہ تعالیٰ کفار پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا۔

مقام توجہ

جب اللہ تعالیٰ کو حقیقی معنی کے لحاظ سے حاضر و ناظر کہنا ہی ممکن نہیں تو واویلا کس بات کا کہ حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے سے شرک لازم آئے گا۔ میں تو اکثر کہتا ہوں کہ ہمارے اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ ہم نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق اور رب کریم کا محتاج سمجھ کر جتنی بھی آپ کی تعریف کریں، اللہ تعالیٰ سے برابری لازم نہیں آئے گی کیونکہ وہ معبود، خالق اور غنی ہے۔

ہاں ان کو فکر ہو سکتی ہے جن کے نزدیک خدا کا علم محدود ہے وہ معاذ اللہ مخلوق اور

محتاج ہے۔ یقیناً ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی زیادہ شان ماننے سے اللہ تعالیٰ کی برابری لازم آئے گی۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں کوئی فکر نہیں کیونکہ ہمارا اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے متعلق شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''برتر از خیال او قیاس وگمان وہم'' اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو خیال وقیاس وگمان ووہم سے بالاتر ہے۔

اب فرق واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ مکان، جسم، ظاہر طور پر نظر آنے، حواس سے مدرک ہونے کے بغیر ہر جگہ موجود ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے وہ حاضر ہے اور اپنے بندوں پر رحمت ومہربانی کرنے کے لحاظ سے وہ ناظر ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے مزار شریف میں اپنی جسمانیت کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ کی اُمّت اور اس کے اعمال واحوال آپ کے سامنے ہیں۔ آپ اپنے حواس سے امت کے اعمال واحوال کو ادراک کر رہے ہیں۔

اگر کسی کو نبی کریم ﷺ کی شان ناپسند ہو تو اس کا علاج تو کچھ نہیں ورنہ روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ جسم، مکان، حدوث وامکان حواس میں آنے اور حواس کے ذریعے ادراک کرنے سے پاک ذات اور جسم، مکان، حدوث، امکان حواس میں آنے اور حواس سے ادراک کرنے کی محتاج ذات میں کوئی محتاج برابری کا ذرہ بھر بھی تماثل نہیں۔

بعد از وصال اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جانا

شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کا بعد از وصال تشریف لانا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے انفاس العارفین میں لکھا ہے

کہ میرے والد شیخ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں آگرہ میں مرزا زاہد کے درس سے واپس آ رہا تھا۔ راستے میں ایک لمبے کوچہ سے میرا گزر ہوا، اس وقت مجھے خوب ذوق وشوق حاصل تھا اور میں شیخ سعدی کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدی بشو تو لوح دل از غیر حق
علمے کے راہ حق نہ نماید جہالت است

چوتھا مصرع میرے ذہن سے نکل گیا اور یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس کے سبب میرے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہونے لگی۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک فقیر منش، دراز زلف اور ملیح چہرہ والا پیر مرد ظاہر ہوا اور کہنے لگا:

علمے کے راہ حق نہ نماید جہالت است

میں نے یہ سن کر کہا کہ جزاک اللہ خیر الجزاء آپ نے میرے دل سے بہت بڑی بے چینی اور اضطراب کو دور فرما دیا۔ پھر میں نے ان کی خدمت میں پان پیش کیا، وہ مسکرائے اور کہنے لگے۔ کیا یہ یاد دلانے کی اجارت ہے، میں نے کہا نہیں بلکہ یہ شکرانے کے طور پر ہے۔ فرمایا میں نہیں کھاتا، پھر فرمایا مجھے جلد جانا چاہیئے۔ میں نے کہا میں بھی ساتھ چلوں گا۔ کہنے لگے میں بہت تیز اور جلد جانا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنا قدم بڑھا کر کوچے کے آخری سرے پر رکھا۔ تب میں سمجھا کہ یہ تو کوئی روح مجسم ہے۔ میں نے کہا ''حضرت اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے تا کہ میں آپ پر فاتحہ پڑھ سکوں'' تو انہوں نے فورا مڑ کر کہا ''فقیر کو سعدی شیرازی کہتے ہیں''

حضرت شیخ احمد سبتی علیہ الرحمہ بعد از وصال طواف کرتے پائے گئے

شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز جمعہ کے بعد میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بھی طواف میں مشغول ہے لیکن اس کی راہ میں دوسرے لوگ رکاوٹ نہیں بن رہے ہیں۔ وہ دو آدمیوں میں اس طرح نکل جاتا ہے کہ ان دونوں میں سے کسی کو جدا ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ میں اس شخص کا یہ حال دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ جسد عنصری نہیں بلکہ جسم مثالی ہے۔ میں اس کی راہ میں کھڑا ہو گیا۔ جب وہ سامنے آیا تو میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں اس کے ساتھ ہو کر اس سے گفتگو کرنے لگا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضرت احمد سبتی علیہ الرحمہ ہیں۔

میں نے پوچھا کہ حضرت ہفتہ کے سات دنوں میں آپ نے اپنی زندگی میں صرف سنیچر کو کسب معاش کے لئے کیوں مخصوص فرما دیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ خدائے تعالیٰ نے یک شنبہ کو تخلیف عالم شروع فرمائی اور جمعہ کے دن مکمل ہوا۔ یہ چھ دن وہ ہمارے کام کرتا رہا۔ میں بھی اس لئے چھ دن اس کے کام میں مصروف رہا کرتا تھا اور اپنے حظ نفس کے لئے ان دنوں میں کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ جب شنبہ (سنیچر) کا دن آیا تو اس کو میں نے اپنی کسب معاش کے لئے مقرر کیا تاکہ ان چھ دنوں کے لئے قوت کا کچھ انتظام ہو جائے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کے زمانے میں قطب وقت کون تھا؟ فرمایا کہ میں تھا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے رخصت ہو گئے اور میں اپنی جگہ واپس آ گیا (فتوحات مکیہ)

بعد از وصال ایک بزرگ کا شیخ ابن عربی کی اعانت کیلئے تشریف لانا

شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اپنے ایک روحانی مقام کی بابت لکھتے ہیں کہ مجھ پر حیرت غالب ہوئی اور بوجہ تنہائی کے وحشت معلوم ہونے لگی۔ اس مقام کا

نام بھی مجھے معلوم نہ تھا۔ حالانکہ وہ مقام مجھے حاصل تھا۔ اس وحشت و حیرت کے ساتھ میں وہاں سے چل پڑا اور عصر کی نماز کے بعد ایک دوست کے مکان پر جا ٹھہرا اور اسی حیرت وحشت کی حالت میں اس سے گفتگو کرتا تھا کہ اچانک ایک شخص ظاہر ہوا اور اس نے مجھے گلے لگالیا (جس سے میری وحشت دور ہوئی) میں نے غور سے دیکھا تو وہ شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمٰی علیہ الرحمہ کی روح مبارک تھی جو جسم مثالی میں میرے پاس آئی تھی اور حق سبحانہ وتعالٰی نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو بھی اس مقام پر پاتا ہوں فرمایا کہ "ہاں میں قبر پر حاضر ہوا اور التجا کی کہ اپنی دوستی کا شرف بخشیں۔ آپ قبر سے نکلے اور اس سے دوستی کا عہد باندھا" (جامع کرامات اولیاء)

بعد از وصال خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے شاہ عبدالرحیم کا مکالمہ

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت کو گیا۔ ادب کی وجہ سے میں مزار کے قریب چبوترے پر کھڑا ہو گیا کہ خواجہ صاحب کی روح جسم مثالی میں ظاہر ہوئی اور فرمایا آگے آؤ، میں دو تین قدم آگے بڑھا، فرمایا اور آگے آؤ۔ میں اور بڑھا۔ یہاں تک کہ میں آپ کے بہت ہی قریب پہنچ گیا۔ خواجہ صاحب نے پوچھا تم شعر کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا "کلام حسنہ حسن قبیحہ قبیح" یعنی وہ ایک کلام ہے اس میں سے جو اچھا ہے وہ بہتر ہے اور جو برا ہے وہ خراب ہے۔ فرمایا بارک اللہ

پھر خواجہ صاحب نے پوچھا۔ خوبصورت آواز کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء" یہ اللہ کا فضل جس کو عطا کر دے۔ پوچھا جب یہ دونوں جمع ہو جائیں (یعنی اچھا شعر اور اچھی آواز) تو تم کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا "نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء" فرمایا، بارک اللہ تم بھی کبھی کبھار ایک دو بیت سن لیا کرو۔ ایک دوسری مرتبہ جب ان کے مزار پر گیا تو ان کی روح متمثل ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارے یہاں ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اس کا نام قطب الدین رکھنا۔ چونکہ میری بیوی سن ایام کو پہنچ گئی تھی۔ مجھے خیال گزرا کہ شاید حضرت کی مراد بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہے۔ آپ میرے اس خیال سے آگاہ ہو گئے اور فرمایا۔ میرا یہ مقصد نہیں، یہ فرزند تیری ہی پشت سے پیدا ہوگا۔ ایک مدت کے بعد میرا دوسرا نکاح ہوا۔ اس سے میرا بیٹا شاہ ولی اللہ پیدا ہوا۔ میں نے اس کا دوسرا نام قطب الدین رکھا (انفاس العارفین)

خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمہ بعد از وصال خود اپنی قبر سے گھوڑے پر سوار نکلے

شیخ بدر الدین سرہندی خلیفہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوا اور بہت عاجزی کے ساتھ آپ کے روبرو بیٹھ کر آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ یکایک دیکھا کہ حضرت خواجہ ایک عربی گھوڑے پر سوار اپنی قبر سے باہر تشریف لائے۔ اس طرح کہ گھوڑے کا پچھلا نصف حصہ قبر میں تھا اور اگلا نصف حصہ مزار سے باہر تھا۔ آپ نے گھوڑے کو اتنی دور ہی چلایا۔ پھر مجھ سے فرمایا" وہ نسبت معیت جبی جو حضرت خواجہ باقی باللہ نے تم کو دی ہے، وہ انہوں نے مجھ سے لی ہے اور وہ نسبت میری نسبت ہے اس کو اچھی طرح محفوظ رکھو اور خود کو تم میرا ہی سمجھو اور یہیں سے تم واپس جاؤ۔ ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤ اور لوگوں کی آمد و رفت اپنے اوپر بند کر دو۔ جو کچھ تم اس سفر میں تلاش کر رہے ہو، وہ تمہیں وہیں مل جائے گی" میں نے عرض کیا کہ "اب جبکہ میں چل پڑا ہوں تو ایک بار

اکبرآباد ہو آؤں پھر واپس آ کر آپ نے جو فرمایا ہے اس پر عمل کروں گا'' حضرت خواجہ نے فرمایا'' جاؤ اور جلد واپس آ جاؤ'' (حضرات القدس حصہ دوم)

شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ نے بعد از وصال مولانا صدر الدین قونوی علیہ الرحمہ کو ایک خاص تجلی سے مشرف فرمایا

شیخ صدر الدین قونوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میرے شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اپنی زندگی میں مجھے ایک خاص تجلی سے مشرف کرنا چاہتے تھے مگر اس پر قادر نہ ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد میں ان کے مزار پر گیا اور زیارت کر کے واپس آ رہا تھا۔ اس وقت حق تعالیٰ کی محبت کا اس قدر مجھ پر غلبہ ہوا کہ قریب تھا کہ میں تمام کائنات سے بے خبر ہو جاؤں۔ اس حالت میں حضرت شیخ کی روح نہایت حسین صورت میں میرے سامنے آئی۔ گویا محض نور تھی اور اس وقت مجھے اس تجلی سے مشرف فرمایا جب مجھ کو افاقہ ہوا تو سلام اور معانقہ کیا اور فرمایا الحمدللہ! جس نے حجاب کو دور کیا اور احباب کو ملایا اور قصد وکوشش کو ناکام نہیں کیا (نزہۃ البساتین)

چار بزرگ اپنی قبور میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں

علامہ شطنوفی لبھجۃ الاسرار میں شیخ عقیل منبجی رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھتے ہیں۔ یہ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حضرت شیخ علی قرشی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا ہے کہ میں نے مشائخ میں سے چار کو دیکھا جو اپنی قبروں میں زندہ کی طرح تصرف فرماتے ہیں اور وہ یہ ہیں: شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منبجی اور شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کتاب البرزخ، علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ، ص 184، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)



عصمت رسول پر حملے
القول المجتبیٰ
فی
سماعت مصطفیٰ
اسلامی اخلاق و آداب
اسلامی نام
350
دکھ درد
اور
بیماریوں کا علاج
بارہ ماہ کے
اوراد و وظائف
انیس الواعظین
مفتاح السالکین
ترجمہ
منہاج العابدین
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور
Voice: Mobile:
042-7248657 0300-9467047